بانی ومہتمم :مفتی محمد رضا قادری نقشبندی مصباحی خلیفہ حضور شیخ العالم وسربراہ اعلیٰ علما کونسل نیپال
بفیض روحانی : مجمع الفضائل والبرکات،مظہر کمالات امام ربانی حضور شیخ العالم مولانا شاہ احمد رضا نقشبندی دامت برکاتہم العالیہ
قیادت :قائد ملت نیپال حضرت مولاناالحاج سید غلام حسین مظہری مرکزی صدر علما کونسل نیپال

R.N:5310 -2082/2083

نیپال اردو ٹائمز

Weekly
The NEPAL URDU TIMES

چیف ایڈیٹر: عبدالجبار علیمی نظامی

weeklynepalurtutimes@gamil.com

11 صفحات

۲/اپریل ۲۰۲۶ مطابق ۱۳/شوال المکرم ۱۴۴۷ھ ۱۹ گتے چیت

جلد نمبر۱ VOL:(1)

شمارہ نمبر ۸۳ ISSUE (83)

Salmankhan Salmankhan

بالین شاہ نیپال کے ۴۷ویں وزیرا عظم مقرر

کاٹھمانڈو:(نیپال اردو ٹائمز) نیپال کی نیشنل انڈیپنڈنٹ پارٹی (آر ایس پی) کے لیڈر بالین شاہ نے بروز جمعہ وزیرِ اعظم کے عہدے کا حلف اٹھا لیا، جس کے ساتھ ہی وہ نیپال کی تاریخ کے کم عمر ترین وزیرا عظم بن گئے ہیں۔ بالین شاہ نے رام نومی کے موقع پر منعقد ہونے والی تقریب کے لیے دوپہر ۱۲ بج کر ۳۴ منٹ کا خاص وقت منتخب کیا۔ انہوں نے دارالحکومت کاٹھمانڈو میں واقع صدارتی دفتر شیتل نواس میں اپنے عہدے کا حلف لیا۔ اس کے ساتھ ہی وہ دنیا کے آٹھویں کم عمر وزیرا عظم بھی بن گئے ہیں۔ نیشنل انڈیپنڈنٹ پارٹی نے ۵ مارچ کو ہونے والے عام انتخابات میں ۲۷۵ میں سے ۱۸۲ نشستیں جیت کر تاریخی کامیابی حاصل کی تھی۔ اسی کامیابی کے بعد بالین شاہ نے وزیرا عظم کے عہدے کا حلف لیا۔ حلف برداری تقریب کے دوران بالن شاہ روایتی نیپالی ٹوپی پہنے ہوئے نظر آئے۔ اس موقع پر نیپال کی قائم مقام وزیرا عظم شوشیلا کارکی بھی اسٹیج پر موجود تھیں، جب کہ دیگر اہم شخصیات نے بھی تقریب میں شرکت کی۔ جمعہ کو دوپہر ۱۲ بج کر ۳۴ منٹ پر صدارتی دفتر میں منعقدہ شاندار تقریب میں بالین شاہ نے عہدے اور رازداری کا حلف اٹھایا۔ یہ تقریب ہندو رسم و رواج کے مطابق انجام دی گئی۔ تقریب کے آغاز میں سات افراد نے شنگھ بجا کر تقریب کا آغاز کیا، جو روایتی طور پر نیک شگون اور کامیابی کی علامت سمجھا جاتا ہے۔ بالین شاہ نے چار مرتبہ کے وزیرِ اعظم کے پی شرما اولی کو ان کے مضبوط گڑھ جھاپا-۵ میں بھاری اکثریت سے شکست دی۔ اس بڑی کامیابی کے بعد نیپال کے عوام کو ان سے کافی امیدیں وابستہ ہو گئی ہیں۔ بالین شاہ نوجوان نسل، خصوصاً جنریشن زیڈ کے درمیان خاصے مقبول ہیں۔

بالین شاہ کی پیدائش ۲۷ اپریل ۱۹۹۰ کو کھٹمنڈو میں ایک مدھیشی خاندان میں ہوئی۔ انہوں نے ابتدائی تعلیم کاٹھمانڈو میں حاصل کی اور بعد میں بھارت کی وشویشوریا ٹیکنالوجیکل یونیورسٹی سے اسٹرکچرل انجینئرنگ میں ماسٹر ڈگری حاصل کی۔ انجینئرنگ کے شعبے میں ان کے تعلیمی پس منظر نے انہیں انفراسٹرکچر، شہری ترقی اور عوامی منصوبوں کے حوالے سے عملی سمجھ فراہم کی۔ یہی تکنیکی مہارت کاٹھمانڈو میٹروپولیٹن سٹی کے میئر کے طور پر ان کی کارکردگی میں بھی نمایاں رہی، جس کے باعث ان کی حکمرانی کے انداز کو کافی سراہا گیا۔ اب وزیرِ اعظم بننے کے بعد ان سے توقع کی جا رہی ہے کہ وہ نیپال میں ترقی، روزگار اور بہتر حکمرانی کے نئے باب کا آغاز کریں گے۔

وزیرا عظم بنتے ہی ایکشن میں بالین شاہ، سابق وزیر اعظم وزیر داخلہ سمیت کئی اعلی رہنما گرفتار

نمائندہ نیپال اردو ٹائمز
احمد رضا ابن عبدالقادر اویسی
کاٹھمانڈو

نیپال میں نئی حکومت کی تشکیل کے چند منٹ بعد ہی بڑا سیاسی بھونچال آگیا ہے۔ پولس نے سابق وزیرا عظم کے پی شرما اولی اور نیپالی کانگریس کے سینئر رہنما اور سابق وزیر داخلہ رمیش لیکھک کو گرفتار کر لیا ہے۔ دونوں اعلیٰ رہنماؤں پر ستمبر میں جین زی احتجاج کو دبانے سے متعلق مجرمانہ غفلت کا الزام عائد کیا گیا ہے۔ بالین شاہ کے جمعہ کو وزارت عظمی کا عہدہ سنبھالنے کے بعد یہ پہلی بڑی کارروائی ہے۔ کے پی اولی کی گرفتاری چین کے لیے بھی پریشان کن ہے کیونکہ اولی کا جھکاؤ ہمیشہ چین کی طرف رہا ہے۔ یہ کارروائی بالین شاہ کے جمعہ کو وزیرا عظم کے عہدے کا حلف اٹھانے کے ٹھیک ایک دن بعد ہوئی ہے۔ تاہم بالین شاہ کے اقتدار میں آنے سے پہلے ہی ان کے خلاف کارروائی کی سفارش کی گئی تھی۔ یہ گرفتاری پہلے ہی وزارت داخلہ کی طرف سے درج کرائی گئی ایک باضابطہ شکایت کے بعد کی گئی ہے۔ اس شکایت کی بنیاد پر تفتیش شروع کی گئی اور بعد ازاں عدالت کی جانب سے وارنٹ گرفتاری جاری کیے گئے۔ پولیس حکام کا کہنا ہے کہ یہ کارروائی اسپیشل کمیشن کی سفارشات پر عمل درآمد کے لیے کی گئی۔ کھٹمنڈو پوسٹ کی ایک پورٹ کے مطابق یہ کمیشن خصوصی عدالت کے سابق جج گوری بہادر کارکی کی سربراہی میں تشکیل دیا گیا تھا۔ اپنی رپورٹ میں کمیشن نے اولی، رمیش لیکھک اور اس وقت کے پولس سربراہ چندر کبیر کھا پونگ کے خلاف قومی تعزیرات ہند کی دفعہ ۱۸۱ اور ۱۸۲ کے تحت مقدمہ چلانے کی سفارش کی۔ ان دفعات کے تحت قصوروار ٹھہرائے جانے پر زیادہ سے زیادہ ۱۰ سال کی سزا ہو سکتی ہے۔ گرفتاریوں سے قبل حکومت اور سیکورٹی اداروں کے درمیان مسلسل میٹنگوں کا سلسلہ جمعہ کی رات گئے تک جاری رہا۔ وزیر داخلہ سودن گرونگ نے سیکورٹی سربراہوں کے ساتھ وسیع تبادلہ خیال کیا۔ سیکرٹری داخلہ اور سیکرٹری قانون بھی پولیس ہیڈ کوارٹرز پہنچے تھے جہاں مزید کارروائی کی حتمی منظوری دی گئی۔ بالین شاہ کی قیادت والی حکومت نے جمعہ کو کابینہ کے اجلاس میں کمیشن کی رپورٹ پر عمل درآمد کا فیصلہ کیا تھا۔ اسی وقت ان ہائی پروفائل گرفتاریوں کا راستہ واضح ہو گیا تھا۔

ایران کم از کم چھ ماہ تک جنگ لڑنے کی صلاحیت رکھتا ہے: عباس عراقچی

تہران: (ایجنسیاں) ایران کے وزیر خارجہ عباس عراقچی نے ایک جرات مندانہ دعویٰ کرتے ہوئے کہا ہے کہ ایران امریکہ اور اسرائیل کے ساتھ طویل عرصے تک جاری تنازعے کو جاری رکھنے کے لیے تیار ہے۔ تہران کم از کم چھ ماہ تک جنگ لڑنے کی صلاحیت رکھتا ہے اور وہ اپنی جوابی فوجی کارروائی جاری رکھے گا۔ نیم سرکاری خبر رساں ادارے تسنیم کے مطابق، الجزیرہ کے ساتھ ایک انٹرویو میں عراقچی نے کہا کہ ایران اپنے دشمنوں کی طرف سے مقرر کردہ کسی بھی ڈیڈ لائن کو قبول نہیں کرتا اور اپنے تحفظ کے لیے ہر ممکن اقدامات کرتا رہے گا۔ انہوں نے امریکا کے ساتھ مذاکرات کے دعوؤں کو مسترد کرتے ہوئے کہا کہ فی الحال ایران اور امریکا کے درمیان کوئی باضابطہ بات چیت نہیں ہو رہی ہے۔ تاہم دونوں ممالک کے درمیان بلاواسطہ اور بلواسطہ پیغامات کا تبادلہ جاری ہے جسے مذاکرات نہیں کہا جا سکتا۔ ایران کے وزیر خارجہ نے کہا کہ کسی بھی ممکنہ مذاکرات کا فیصلہ ایران کی اعلیٰ قیادت کرے گی اور اس کا بنیادی مقصد ملک کے مفادات کا تحفظ ہو گا۔ انہوں نے زور دے کر کہا کہ ایران صرف عارضی جنگ بندی نہیں بلکہ پورے خطے میں پائیدار امن اور دشمنی کا مکمل خاتمہ چاہتا ہے۔ آبنائے ہرمز کے بارے میں ان کا کہنا تھا کہ یہ فی الحال کھلی ہے لیکن جنگ کی صورت میں دشمن ممالک کے جہازوں کو اس کے ذریعے آنے کی اجازت نہیں ہو گی۔ انہوں نے خبردار کیا کہ ایران کسی قسم کی دھمکی یا انتباہ قبول نہیں کرے گا۔ وزیر خارجہ نے اس بات کا بھی اعادہ کیا کہ ایران نے ابھی تک امریکہ کی ۱۵ نکاتی تجویز کا جواب نہیں دیا۔ انہوں نے ان خبروں کو بھی واضح طور پر مسترد کیا کہ ایران نے پانچ شرائط رکھی تھیں۔ انہوں نے ان خبروں کو میڈیا کی قیاس آرائیاں قرار دیتے ہوئے اس بات کا اعادہ کیا کہ ابھی تک امریکی تجویز کا کوئی جواب نہیں دیا گیا ہے۔ ایران اس سلسلے میں کئی پہلوؤں پر غور کر رہا ہے۔ وزیر خارجہ نے واضح کیا کہ جنگ کے خاتمے کے لیے ایران کی شرائط پوری طرح واضح ہیں۔ ایران کے بنیادی ڈھانچے اور توانائی کے وسائل پر حملے کی دھمکیوں کے بارے میں عراقچی نے کہا کہ ایران کو کئی بار آزمایا گیا ہے اور وہ کسی بھی قسم کے 'الٹی میٹم' کو قبول نہیں کرتا ہے۔ آبنائے ہرمز کے بارے میں، عراقچی نے کہا کہ یہ ایران اور عمان کے اندرونی پانیوں میں آتا ہے، بین الاقوامی پانیوں میں نہیں۔ اس لیے دونوں ممالک کے مفادات کو مد نظر رکھنا ضروری ہے۔ انہوں نے مزید کہا کہ آبنائے اس وقت کھلا ہے لیکن ایران کے ساتھ جنگ میں ممالک کے جہازوں کے لیے بند ہے۔ اس وباء کے باب المندب اور بحیرہ احمر تک پہنچنے کے امکانات کے بارے میں انہوں نے کہا کہ یہ معاملہ خطے کے ممالک بالخصوص یمن کے لیے تشویش کا باعث ہے جن کی اپنی پالیسیاں ہیں۔ انہوں نے مزید کہا کہ اگر ایسی جماعتیں کارروائی کرنے کا فیصلہ کرتی ہیں تو یہ ان کا اپنا فیصلہ ہو گا۔ انہوں نے زور دے کر کہا کہ ایران کسی سے امداد کی توقع نہیں رکھتا اور اپنے دفاع کی صلاحیت رکھتا ہے۔

جہاں عورت کی عزت ہوتی ہے، وہاں امن ہوتا ہے" آئی جی پی کارکی

شفیق رضا

بٹول۔ انسپکٹر جنرل آف پولیس (آئی جی پی) دان بہادر کارکی نے نیپال پولیس کو آئین اور رائج قوانین کے مطابق مزید پر عزم، جوابدہ اور شہریوں کے لیے دوستانہ بنانے اور عوامی تحفظ کو مضبوط بنانے کی ہدایت کی ہے۔ انہوں نے شہریوں کے ساتھ دوستانہ رویہ اختیار کرنے اور فعال طور پر خدمات فراہم کرنے اور صارفین کو آسان رسائی فراہم کرنے پر خصوصی زور دیا ہے۔

علاقائی پولیس سٹیشن بٹول میں خواتین، بچوں اور بزرگ شہریوں کی خدمت کے لیے نو تعمیر شدہ مرکز کا افتتاح کرتے ہوئے، آئی جی پی کارکی نے پولیس سٹیشنوں میں ثالثوں کے مکمل طور پر داخلے کو روکنے کے لیے سختی کی ہدایت کی۔ انہوں نے متعلقہ حکام کو خبردار کیا کہ وہ صارفین کے نام پر درخواستوں کی آڑ میں سٹیشن کے آس پاس سرگرم ثالثوں کو فوری طور پر قابو میں لائیں اور ان کے خلاف ضروری قانونی کارروائی کریں۔ انہوں نے اس بات پر زور دیا کہ پولیس کو خود شہریوں کی درخواستوں کو آسان بنانا چاہیے اور کہا کہ خدمات، حفاظت اور انصاف فراہم کرنا پولیس کا بنیادی فرض ہے۔ "انہیں پوری لگن سے کام کرنا چاہیے اور شہریوں کو آسان، تیز اور مؤثر خدمات فراہم کرنی چاہئیں،" انہوں نے کہا۔ آئی جی پی کارکی نے قانون کے مؤثر نفاذ کے ذریعے معاشرے میں قانون شکنی کے خاتمے کی ضرورت پر زور دیا اور اس میں شہریوں کے تعاون کی ناگزیریت کا ذکر کیا۔ اس کے علاوہ، انہوں نے کہا کہ پرانے کام کے طریقوں کو ترک کر کے پولیس کی بات چیت، رویے اور کام کے طریقوں میں مثبت تبدیلی لانا ضروری ہے۔ "شہریوں کے مسائل کو بروقت سننا اور ان کا بروقت حل نکالنا پولیس کی ذمہ داری ہے،" انہوں نے زور دیا۔ ٹیکنالوجی پر مبنی شہر کی تعمیر کی ضرورت پر زور دیتے ہوئے، کارکی نے کہا کہ سڑک پر انسانی شعور اور شہری ڈھانچے کے ٹیکنالوجی سے جڑنے کے بعد ہی جرائم پر قابو پانا مؤثر ہو گا۔ یہ یاد دلاتے ہوئے کہ وسائل کی کمی کے باوجود پولیس تنظیم چوبیس گھنٹے عوام کی خدمت کے لیے حاضر ہے، انہوں نے جدید دور میں ٹیکنالوجی اور وسائل کے مناسب استعمال کی ضرورت کا اظہار کیا۔ انہوں نے مسکراہٹ کے ساتھ خدمات فراہم کرنے، نتیجہ خیز کام کے طریقوں اور مثبت تبدیلی پر زور دیا اور پوری پولیس تنظیم سے خدمت پر مبنی بننے کی اپیل کی۔ تقریب میں نیپال پولیس، مسلح پولیس، نیپال آرمی کے لومبینی صوبے کے سربراہان کے علاوہ روپندیہی کے تمام مقامی حکومتوں کے نمائندوں اور سول سوسائٹی نے شرکت کی۔

دعائیہ کلمات: استاذالاساتذہ فخر القرا حضرت قاری رئیس احمد خان حفظہ اللہ مرکزی درسگاہ چرہ محمد پور اتر پردیش بھارت
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ماشاءاللہ دن بدن ہفت روزہ نیپال اردو ٹائمز، نیپال کے بڑھتے ہوئے صحافتی معیار پر ٹائمز کے مدیر اعلیٰ حضرت مولانا عبدالجبار صاحب اور ان کی پوری ٹیم کو خاکسار کی جانب سے قلبی مبارکباد اور مزید کامیابی کے لیے ڈھیر ساری دعائیں،
قاری رئیس احمد خان۔ چرہ محمد پور فیض آباد ضلع ایودھیا یوپی انڈیا +919161963166

ایران کو کسی بھی قیمت پر جوہری ہتھیار حاصل نہیں کرنے دیں گے: ٹرمپ

واشنگٹن: (ایجنسیاں) امریکی صدر ڈونالڈ ٹرمپ نے ایران کے خلاف جاری جنگ پر اپنے حالیہ خطاب میں متعدد بڑے دعوے کرتے ہوئے کہا ہے کہ امریکہ نے اس تنازع میں فیصلہ کن برتری حاصل کر لی ہے اور اس کے بیشتر فوجی اہداف مکمل ہو چکے ہیں۔ ان کے مطابق امریکی اور اتحادی کارروائیوں کے نتیجے میں ایران کی بحریہ اور فضائیہ کو شدید نقصان پہنچا ہے، جبکہ اس کی میزائل اور ڈرون صلاحیت کو بڑی حد تک کمزور کر دیا گیا ہے۔ انہوں نے یہ بھی دعویٰ کیا کہ اسلامی ریولوشنری گارڈس کورپس (IRGC) کے کمانڈ اور کنٹرول نظام کو بری طرح متاثر کیا گیا ہے۔ اپنے خطاب میں ٹرمپ نے زور دے کر کہا کہ ایران کو کسی بھی صورت میں جوہری ہتھیار حاصل نہیں کرنے دیا جائے گا اور امریکہ اس مقصد کے لیے ہر ممکن قدم اٹھائے گا۔ انہوں نے یہ بھی دعویٰ کیا کہ ایران کی جانب سے جنگ بندی کی خواہش ظاہر کی گئی ہے، جبکہ امریکہ اپنی فوجی مہم کو جلد مکمل کرنے کی تیاری کر رہا ہے۔ ٹرمپ نے عندیہ دیا کہ آئندہ دو سے تین ہفتوں میں امریکہ ایران کے خلاف مزید سخت اور تیز فوجی کارروائیاں کر سکتا ہے۔ ان کے الفاظ میں، "ہم انہیں انتہائی سخت جواب دیں گے۔" انہوں نے یہ امکان بھی ظاہر کیا کہ ضرورت پڑنے پر ایران کے تیل کے بنیادی ڈھانچے کو نشانہ بنایا جا سکتا ہے۔

تاہم، اس کے ساتھ انہوں نے یہ بھی واضح کیا کہ پسِ پردہ سفارتی بات چیت جاری ہے اور مذاکرات کے دروازے مکمل طور پر بند نہیں ہوئے۔ ان کے مطابق امریکہ ایک طرف عسکری دباؤ بڑھا رہا ہے تو دوسری جانب حالات کے مطابق آئندہ حکمت عملی طے کرنے کے لیے سفارتی راستے بھی کھلے رکھے ہوئے ہے۔

اپنے خطاب کے دوران ٹرمپ نے خلیج کے اہم بحری راستے آبنائے ہرمز کی اہمیت کو کم کرتے ہوئے کہا کہ امریکہ اب اس پر انحصار نہیں کرتا۔ انہوں نے ان ممالک کو سخت تنقید کا نشانہ بنایا جو امریکہ کے خلاف کھڑے ہیں اور انہیں "غدار" قرار دیتے ہوئے کہا کہ ایسے ممالک کو امریکہ سے تیل خریدنا چاہیے۔ ٹرمپ نے مزید کہا کہ جیسے ہی ایران کے ساتھ تنازع ختم ہوگا، یہ آبی گزرگاہ خود بخود کھل جائے گی اور عالمی سطح پر تیل کی سپلائی معمول پر آجائے گی۔

ٹرمپ نے اپنی تقریر کا آغاز امریکہ اور اسرائیل کی مشترکہ فوجی کارروائیوں کو کامیاب قرار دیتے ہوئے کیا۔ انہوں نے کہا کہ گزشتہ چار ہفتوں کے دوران امریکی افواج نے میدانِ جنگ میں تیز، فیصلہ کن اور غیر معمولی کامیابیاں حاصل کی ہیں۔ ان کے مطابق، "ایسی کامیابی تاریخ میں کم ہی دیکھنے کو ملی ہے۔" انہوں نے مزید دعویٰ کیا کہ ایران کی بحریہ تقریباً ختم ہو چکی ہے، فضائیہ تباہ ہو چکی ہے اور اس کے کئی اہم رہنما مارے جا چکے ہیں، جبکہ آئی آر جی سی کی کمانڈ مسلسل ٹرمپ نے یہ بھی کہا کہ امریکہ اپنے تمام اہم فوجی اہداف کے قریب پہنچ چکا ہے اور یہ آپریشن اپنے آخری مرحلے میں نشانہ بن رہی ہے۔
داخل ہو چکا ہے۔ ان کے مطابق، امریکہ کا مقصد ایران کی میزائل صلاحیت کو ختم کرنا، اس کے دفاعی اور عسکری ڈھانچے کو کمزور کرنا اور اسے جوہری ہتھیار بنانے سے روکنا ہے۔ انہوں نے خلیجی اتحادی ممالک کو مکمل تحفظ فراہم کرنے کا اعادہ بھی کیا۔ توانائی کے حوالے سے ٹرمپ نے کہا کہ امریکہ اب مشرقِ وسطیٰ کے تیل پر پہلے کی طرح انحصار نہیں کرتا۔ انہوں نے دیگر خطوں میں امریکی فوجی کارروائیوں کو بھی تیز، مؤثر اور فیصلہ کن قرار دیتے ہوئے کہا کہ ان اقدامات سے دنیا بھر میں امریکہ کی طاقت کا واضح پیغام گیا ہے۔ اپنے خطاب میں ٹرمپ نے بارہا یہ دعویٰ دہرایا کہ ایران کی فوجی طاقت کو شدید نقصان پہنچایا جا چکا ہے، اس کی میزائل لانچ کرنے کی صلاحیت کمزور ہو چکی ہے اور اس کی عسکری قیادت کو نشانہ بنایا گیا ہے۔ انہوں نے یہاں تک کہا کہ ایران میں اقتدار کی صورتحال تبدیل ہو چکی ہے اور امریکہ نے اپنے مشن کے بیشتر مقاصد حاصل کر لیے ہیں۔ تاہم، زمینی حقائق کے حوالے سے ماہرین کا ماننا ہے کہ صورتحال اب بھی پیچیدہ ہے اور اس جنگ کے حتمی نتائج کے بارے میں کچھ کہنا قبل از وقت ہوگا۔ ٹرمپ کے بیانات ایک طرف امریکی پالیسی کا اظہار ہیں تو دوسری جانب یہ ایک سیاسی بیانیہ بھی پیش کرتے ہیں، جس کا مقصد عالمی سطح پر اپنی برتری کو اجاگر کرنا ہے۔

۳۰ دن میں ایران کے خلیجی ممالک پر ۵۲۰۰ میزائیل حملے

تہران: (ایجنسیاں)
عرب میڈیا رپورٹس کے مطابق ایران نے گزشتہ ۳۰ دنوں کے دوران خلیجی ممالک پر بڑے پیمانے پر حملے کیے ہیں، جن کی مجموعی تعداد ۵ ہزار ۲۰۰ سے تجاوز کر گئی ہے۔ ان حملوں میں بیلسٹک میزائلز، ڈرونز اور بعض مقامات پر جنگی طیارے بھی استعمال کیے گئے۔ رپورٹس کے مطابق سعودی عربیہ کے دفاعی نظام نے گزشتہ ایک ماہ میں ایران کی جانب سے داغے گئے ۵۷ میزائلوں اور ۱۰۰۶ ڈرونز کو فضا میں ہی تباہ کر دیا، جس سے بڑے جانی و مالی نقصان کو روکا گیا۔ اسی دوران کویت بھی ایرانی حملوں کا نشانہ بنا، جہاں ۳۰۹ بیلسٹک میزائلوں اور ۶۱۶ ڈرونز سے حملے کیے گئے۔ قطر پر بھی ایران نے ۲۰۶ میزائل، ۹۰ ڈرونز اور ۲ جنگی طیاروں کے ذریعے حملے کیے۔ بحرین کے حکام کے مطابق انہوں نے ایک ماہ کے دوران ایران کے ۱۷۴ میزائل اور ۳۹۱ ڈرون مار گرائے۔ اسی طرح امارات پر ۴۱۳ میزائلوں اور ۱۹۱۴ ڈرونز سے حملے کیے گئے، جنہیں دفاعی نظام نے بڑی حد تک ناکام بنایا۔ عرب میڈیا کے مطابق عمان بھی اس کشیدگی سے محفوظ نہ رہ سکا، جہاں ایران کی جانب سے ۱۹ ڈرون حملے کیے گئے۔ دوسری جانب امریکی اخبار نے دعویٰ کیا ہے کہ ٹرمپ آبنائے ہرمز کو کھولے بغیر ہی اس کشیدگی اور ممکنہ جنگ کو ختم کرنا چاہتے ہیں، تاہم اس حوالے سے کوئی باضابطہ حکمت عملی سامنے نہیں آئی

پاکستان۔افغانستان مذاکرات چین میں شروع

ارمچی، چین: (ایجنسیاں) پاکستان اور افغانستان کے درمیان جونیئر سطح کی سفارتی مذاکرات کا سلسلہ چین کے شہر ارمچی میں شروع ہو گیا ہے۔

یہ بات چیت اس خطے میں امن اور سرحدی تحفظ کے تناظر میں کی جا رہی ہے، جہاں گزشتہ چند سالوں سے دہشت گردی اور سرحدی کشیدگی اہم مسائل رہے ہیں۔

سفارتی ذرائع نے بتایا کہ پاکستان افغانستان کے ساتھ بات چیت کے لیے تیار ہے، تاہم دہشت گرد ٹھکانوں کے خلاف کارروائیوں کی پالیسی میں کوئی تبدیلی نہیں کی جائے گی۔ یہ موقف پاکستان کی قومی سلامتی اور سرحدی تحفظ کی مستقل حکمت عملی کی عکاسی کرتا ہے۔

ذرائع کے مطابق پاکستان کی جانب سے مذاکرات میں وزارتِ خارجہ کے ایڈیشنل سیکریٹری نمائندگی کریں گے، جو دو طرفہ تعلقات اور سرحدی تعاون کے مسائل پر بات کریں گے۔ افغان وفد کی نمائندگی بھی جونیئر سطح کے حکام کریں گے، تاکہ مستقبل میں اعلیٰ سطح کے مذاکرات کی راہ ہموار ہو سکے۔

اس ملاقات کا پس منظر اس خطے میں جاری دہشت گردی، سرحدی خلاف ورزیوں اور انسداد دہشت گردی کے مشترکہ اقدامات سے جڑا ہوا ہے۔ مذاکرات کا مقصد باہمی اعتماد بڑھانا اور امن و استحکام کے لیے قابل عمل اقدامات طے کرنا ہے۔

قطر انرجی کی تصدیق، ایندھن بردار جہاز پر راس لفان کے قریب میزائل حملہ، عملہ محفوظ

دوحہ: (ایجنسیاں) قطر انرجی نے تصدیق کی ہے کہ اس کے چارٹر پر موجود فیول آئل ٹینکر "اکوا-۱" پر بدھ کی صبح ریاست قطر کے شمالی سمندری حدود میں میزائل حملہ کیا گیا۔ کمپنی کے مطابق اس واقعے میں جہاز کے تمام عملے کے افراد محفوظ رہے اور کسی کے زخمی ہونے کی اطلاع نہیں ملی، جبکہ اس حملے کے نتیجے میں ماحولیات پر بھی کوئی منفی اثر نہیں پڑا۔ حملے کی نوعیت اور تحقیقات

یو کے میریٹائم ٹریڈ آپریشنز کے مطابق انہیں قطر کے علاقے راس لفان سے تقریباً ۱۷ ناٹیکل میل شمال میں اس واقعے کی اطلاع ملی۔ جہاز کے سکیورٹی افسر نے بتایا کہ نامعلوم سمت سے آنے والے ایک پروجیکٹائل نے جہاز کے بائیں حصے کو نشانہ بنایا، جس سے پانی کی سطح سے اوپر ڈھانچے کو نقصان پہنچا۔ ادارے نے مزید بتایا کہ جہاز کو دراصل دو پروجیکٹائلز نے نشانہ بنایا۔ ایک سے آگ لگ گئی تھی جسے بعد میں بجھا دیا گیا، جبکہ دوسرا بغیر پھٹے جہاز کے انجن روم میں موجود رہا۔ حملے کے ماخذ کی ابھی تک تصدیق نہیں ہو سکی ہے اور تحقیقات جاری ہیں۔ راس لفان حملوں کے اثرات

اس سے قبل قطر کے اہم صنعتی علاقے راس لفان انڈسٹریل سٹی پر ہونے والے میزائل حملوں نے عالمی توانائی سپلائی کو شدید متاثر کیا تھا، جس کے باعث مائع قدرتی گیس کی برآمدی صلاحیت میں تقریباً ۱۷ فیصد کمی واقع ہوئی۔ قطر انرجی کے مطابق ۱۸ اور ۱۹ مارچ ۲۰۲۶ کو ہونے والے ان حملوں میں اہم پیداواری تنصیبات کو شدید نقصان پہنچا، جس کے نتیجے میں سالانہ تقریباً ۲۰ ارب امریکی ڈالر کے نقصان کا خدشہ ہے۔ کمپنی نے بتایا کہ مرمت کا عمل پانچ سال تک جاری رہ سکتا ہے، جس کے باعث کچھ ایل این جی معاہدوں پر طویل مدتی "فورس میجور" نافذ کرنا پڑا۔ توانائی تنصیبات کو نقصان

حملوں میں ایل این جی پیدا کرنے والے دو بڑے یونٹس، یعنی ٹرین ۴ اور ٹرین ۶، متاثر ہوئے جو مجموعی طور پر ۱۲،۸ ملین ٹن سالانہ پیداوار فراہم کرتے تھے، جو قطر کی کل برآمدات کا تقریباً ۱۷ فیصد ہے۔ ان منصوبوں میں ExxonMobil کی بھی شراکت داری شامل ہے۔ اس کے علاوہ Shell کے زیر انتظام پرل جی ٹی ایل پلانٹ کو بھی نشانہ بنایا گیا، جو قدرتی گیس کو صاف ایندھن، انجن آئل اور دیگر مصنوعات میں تبدیل کرتا ہے۔ یہ واقعات عالمی توانائی منڈی میں بے یقینی کو بڑھا رہے ہیں اور خاص طور پر ان ممالک کے لیے تشویش کا باعث ہیں جو توانائی کی ضروریات کے لیے درآمدات پر انحصار کرتے ہیں۔

برطانوی وزیر اعظم کا ایران کے خلاف جنگ لڑنے سے واضح انکار

لندن: (ایجنسیاں) برطانوی وزیر اعظم کیر اسٹارمر نے ایران کے خلاف جنگ میں شامل ہونے سے صاف لفظوں میں انکار کر دیا ہے۔ انہوں نے بدھ (یکم اپریل) کو واضح کر دیا کہ برطانیہ کسی بھی حال میں ایران کے ساتھ جنگ میں شامل نہیں ہوگا۔ حالانکہ انہوں نے یہ بھی کہا ہے کہ وہ 'آبنائے ہرمز' کو پھر سے کھولنے کے طریقوں پر ایک عالمی سربراہی اجلاس کی میزبانی کریں گے۔ برطانوی وزیر اعظم کا یہ بیان امریکہ کے لیے بہت بڑا جھٹکا ہے اور اب تک اسے کسی بھی ناٹو ممالک سے ایران کے خلاف جنگ میں حمایت نہیں ملی ہے۔ امریکی صدر ڈونالڈ ٹرمپ نے اس حوالے سے ناٹو ممالک کو تنقید کا نشانہ بھی بنایا ہے۔ کیر اسٹارمر نے کہا کہ "یہ واضح ہوتا جا رہا ہے کہ برطانیہ کے طویل مدتی مفادات کے لیے یورپ کے ساتھ گہرے تعلقات کی ضرورت ہے۔" ساتھ ہی انہوں نے کہا کہ "ایران جنگ ہمارا نہیں ہے۔ ہماری سکیورٹی کو مضبوط کرنے اور زندگی گزارنے کی لاگت کو کم کرنے کے مواقع اتنے بڑے ہیں کہ انہیں نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔" برطانوی وزیر اعظم کے مطابق مستقبل قریب میں یورپی یونین کے اتحادیوں کے ساتھ ایک سربراہی اجلاس منعقد کیا جائے گا۔ برطانوی وزیر اعظم سے پریس کانفرنس کے دوران ایران جنگ میں شامل ہونے کے متعلق سوال پوچھا گیا تھا۔ اس میں ڈونالڈ ٹرمپ کی اس دھمکی کا ذکر کیا گیا تھا جس میں انہوں نے کہا تھا کہ امریکہ
سے متعلق اپنا موقف نہیں بدلوں گا۔" ساتھ ہی انہوں نے کہا کہ "دباؤ خواہ جیسا بھی ہو، شور شرابہ چاہے جتنا بھی ہو، میں اب برطانیہ کی مدد کے لیے آگے نہیں آئے گا۔ اس پر کیر اسٹارمر نے کہا کہ "ایران جنگ میں شامل ہونے کے معاملہ میں اپنا موقف تبدیل کرنے کے لیے کافی دباؤ ڈالا گیا ہے، لیکن میں جنگ برطانیہ کا وزیر اعظم ہوں اور مجھے اپنے قومی مفادات کے مطابق ہی کام کرنا ہے۔" قابل ذکر ہے کہ امریکی صدر ڈونالڈ ٹرمپ نے سوشل میڈیا پلیٹ فارم 'ٹروتھ سوشل' پر برطانیہ سمیت اپنے اتحادی ممالک سے کہا تھا کہ "اب آپ لوگوں کو خود کے لیے لڑنا سیکھنا ہوگا۔ اب امریکہ آپ لوگوں کی مدد کے لیے موجود نہیں رہے گا۔" ٹرمپ نے برطانیہ اور اسٹارمر کو بھی کئی بار خاص طور پر نشانہ بنایا ہے۔ 'بی بی سی' کے مطابق ڈونالڈ ٹرمپ 'ناٹو' کے جنگ میں شامل ہونے سے انکار کرنے پر بار بار تنقید کے بعد امریکہ کو اس اتحاد سے باہر نکالنے پر غور کر رہے ہیں۔

اسرائیل کے مقبوضہ علاقے پر حزب اللہ کا حملہ

صنعا: (ایجنسیاں) یمنی مسلح افواج نے اعلان کیا ہے کہ انہوں نے ایران اور لبنان میں حلیف گروپوں کے تعاون سے اپنی تیسری مشترکہ کارروائی انجام دی ہے، جس کا ہدف قبضے والے فلسطین کے جنوب میں حساس مقامات تھے۔ یمنی مسلح افواج کے آفیشل ترجمان یحییٰ سری نے ایک پوسٹ میں کہا کہ یہ کارروائی ایران میں موجود بھائی مجاہدین اور حزب اللہ کے تعاون سے کی گئی۔ بیان میں دعویٰ کیا گیا کہ اسرائیلی دشمن کے حساس مقامات، قبضے والے فلسطین کے جنوب میں بالسٹک میزائل داغے گئے۔ ایران کی تسنیم نیوز ایجنسی کے مطابق، یمنی مسلح افواج نے کہا کہ تازہ حملہ "مزاحمتی محاذوں کی حمایت میں" کیا گیا اور یہ ان کی تیسری مشترکہ کارروائی تھی۔ گروپ نے دعویٰ کیا کہ یہ مشن "ایران اور حزب اللہ کے تعاون سے انجام پایا اور کامیاب رہا۔" دریں اثنا، اسرائیل کی افواج (IDF) کے آفیشل ٹیلیگرام چینل کے مطابق، بدھ کو اسرائیل کی جانب ایران سے داغے گئے میزائلوں کی نشاندہی کی گئی۔ IDF کے مطابق، دفاعی نظام خطرے کو روکنے کے لیے فعال تھے۔ ہوم فرنٹ کمانڈ نے متعلقہ علاقوں میں موبائل فونز پر احتیاطی ہدایات بھیجیں۔

اس سے پہلے، اتوار کو یمن کے حوثیوں نے اسرائیل کو نشانہ بنانے والی "دوسری فوجی کارروائی" کا اعلان کیا تھا، جس میں قبضے والے فلسطین کے جنوبی حصے میں "اہم اور فوجی مقامات" پر کروز میزائلز اور ڈرونز داغے گئے۔ حوثیوں کے فوجی ترجمان یحییٰ سری نے ٹیلیگرام پر جاری بیان میں کہا کہ یہ کارروائی "جنگِ مقدسہ" کے سلسلے میں کی گئی اور اس دوران ایران میں موجود حلیف گروپوں اور لبنان میں حزب اللہ کی فوجی کارروائیوں کے ساتھ ہم آہنگ تھی۔ انہوں نے کہا کہ دوسری کارروائی "اپنے مقاصد میں کامیاب رہی۔" بیان میں مزید کہا گیا: "ہماری افواج نے 'جنگِ مقدسہ' کے سلسلے میں دوسری فوجی کارروائی میں کئی اہم اور فوجی مقامات کو ہدف بنایا، جو صہیونی دشمن کے قبضے والے فلسطین کے جنوب میں ہیں۔ یہ کارروائی ایران میں ہمارے مجاہد بھائیوں اور لبنان میں حزب اللہ کی فوجی کارروائیوں کے ساتھ ہم آہنگ تھی اور اللہ کے فضل سے یہ مشن کامیاب رہا۔" یہ اعلان اس وقت سامنے آیا جب ہفتے کو ایران کی حمایت یافتہ گروپ نے باضابطہ طور پر اس خطے میں تصادم میں شمولیت اختیار کی تھی۔

عراق کے مسلح گروپوں کی ایران آمد، ممکنہ زمینی جنگ کے خدشات میں اضافہ

نمائندہ، نیپال اردو ٹائمز
سید ظہیر احمد فنا

یہ خبر ایران اور اسرائیل کے درمیان جاری کشیدگی اور موجودہ صورتحال کے بارے میں ہے: عراقی گروپوں کی آمد: خبر کے مطابق، عراقی مسلح گروپ (الحشد الشعبی سے منسلک) ایران میں داخل ہوئے ہیں۔ ایرانی میڈیا کا دعویٰ ہے کہ یہ ایک "انسانی امدادی قافلہ" ہے جس میں خوراک اور طبّی سامان موجود ہے، جبکہ دیگر ذرائع اسے خطے میں بڑھتی ہوئی کشیدگی اور ممکنہ فوجی نقل و حرکت سے جوڑ رہے ہیں۔ ایران میں سیکیورٹی: ایران میں سیکیورٹی سخت کر دی گئی ہے اور پاسداران انقلاب نے مختلف شہروں میں چیک پوسٹس قائم کر دی ہیں۔ حکام نے 'دفاعِ وطن مہم' کے تحت ۱۲ سال سے زائد عمر کے بچوں کی بھرتی کا اعلان بھی کیا ہے۔ سفارتی و عسکری صورتحال: امریکا اور اسرائیل نے ایران کو خبردار کیا ہے کہ اگر عراقی جنگجوؤں نے ایرانی سرزمین سے ان کے مفادات کو نشانہ بنایا تو اس کا سخت جواب دیا جائے گا۔ رپورٹس کے مطابق، ایرانی پاسداران انقلاب عراق میں موجود اپنے حلیف گروپوں کے ذریعے خطے میں نئی حکمت عملی پر غور کر رہی ہے۔ ایران پر حالیہ فضائی حملوں میں مختلف تنصیبات، سٹیل فیکٹریوں اور دیگر اہم مقامات کو نشانہ بنایا گیا ہے، جس کے بعد سے صورتحال مزید کشیدہ ہے۔

سرخی

خبر کا خلاصہ
یہ خبر مغربی ایشیا (مشرق وسطیٰ) میں بڑھتی ہوئی کشیدگی اور ایران کے خلاف ممکنہ امریکی فوجی کارروائی کے بارے میں ہے۔
امریکی اقدام: امریکی محکمہ دفاع (پنٹاگون) نے ایران کے خلاف ممکنہ زمینی کارروائی کے لیے ۳۵۰۰ اضافی فوجی تعینات کرنے کی تیاری کی ہے۔
ایران کا ردعمل: تہران نے سخت لہجہ اختیار کرتے ہوئے خبردار کیا ہے کہ اگر امریکی فوج نے ایران کی سرزمین پر قدم رکھا تو اس کا انجام "عبرتناک" ہوگا۔ ایرانی ترجمان کے مطابق، اگر امریکی فوج نے ایسا قدم اٹھایا تو وہ "مچھلیوں کی خوراک" بن جائیں گے۔
کشیدگی کی وجوہات: خبر کے مطابق، خطے میں کشیدگی اس وقت بڑھی جب ایران پر سعودی عرب کے تیل تنصیبات پر حملے کے الزامات لگے، نیز یمن کے حوثی باغیوں کی جانب سے تجارتی راستوں (باب المندب) کو غیر محفوظ بنانے کے بعد صورتحال مزید سنگین ہو گئی ہے۔
موجودہ صورتحال: خبر میں بتایا گیا ہے کہ اس وقت امریکی بحریہ کا ایک گروپ (ایس ایس ٹرپولی) مشرق وسطیٰ کی جانب روانہ ہو چکا ہے، جس میں تقریباً ۲۵۰۰ میرینز موجود ہیں۔

نئے منتخب وزراء نے حلف اٹھایا

شفیق رضا

کاٹھمانڈو، نئے مقرر وزراء نے حلف اٹھالیا ہے۔ صدر رام چندر پوڈیل نے شیتل نواس میں منعقدہ حلف برداری کی تقریب میں نئے وزراء سے حلف لیا۔ نئی کابینہ میں وزیر اعظم بالیندر شاہ نے وزارت دفاع اور صنعت، تجارت و رسد کا قلمدان سنبھالا ہے۔ اسی طرح ڈاکٹر سوارنیم واگلے نے وزیر خزانہ، سدھن گورنگ نے وزیر داخلہ، شیشیر کھنال نے وزیر خارجہ، سنیل لمسال نے وزیر بنیادی ڈھانچہ و نقل و حمل، ویراج بھکت شریشٹھ نے وزیر توانائی، پانی کے وسائل و آبپاشی، کھڈک پوڈیل نے وزیر ثقافت، سیاحت و شہری ہوابازی کے عہدے کا حلف اٹھایا۔

اسی طرح ڈاکٹر ویکرم نے وزیر مواصلات و اطلاعات ٹیکنالوجی، سوبھیندر گوتم نے وزیر قانون، انصاف و پارلیمانی امور، پرتیبھہ راول نے وزیر وفاقی امور و عام انتظامیہ، گیتا چودھری نے وزیر زراعت و لائیو سٹاک کی ترقی، سوسمیتا پوکھریل نے وزیر تعلیم، سائنس و ٹیکنالوجی، نیشامیہتا نے وزیر صحت و آبادی، دیپک کمار ساہ نے وزیر محنت، روزگار و سماجی تحفظ، اور سیتا وادی نے وزیر خواتین، بچوں اور بزرگ شہریوں کی وزارت کا حلف اٹھایا۔

صوبائی اسمبلی کے ضوابط پر بحث شروع

شفیق رضا

جنکپور: صوبائی اسمبلی کے اجلاس میں صوبائی اسمبلی کے ضوابط، ۲۰۸۲ کے مسودہ کمیٹی کی رپورٹ پر اصولی بحث بدھ سے شروع ہو گئی ہے۔ صوبائی اسمبلی کے چھٹے سیشن کے دوران بدھ کے روز ہونے والے اجلاس میں اراکین اسمبلی نے مسودہ کمیٹی کی رپورٹ پر بحث میں حصہ لیتے ہوئے اپنے خیالات کا اظہار کیا۔ منگل کو ہونے والے اجلاس میں بھی رکن اسمبلی شاردہ تھاپا کی جانب سے پیش کردہ صوبائی اسمبلی کے ضوابط، ۲۰۸۲ پر اصولی بحث کی گئی تھی۔ بحث کے دوران زیادہ تر اراکین اسمبلی نے ضوابط کو مجموعی طور پر اچھا قرار دیا لیکن کچھ خامیوں کا ذکر کرتے ہوئے اسے ترامیم کی ضرورت قرار دیا۔ بحث میں حصہ لیتے ہوئے رکن اسمبلی سنجے کمار یادو نے ۲۰۷۵ میں بننے والے صوبائی اسمبلی کے ضوابط کو موجودہ دور کے مطابق ڈھالنے پر زور دیا۔ انہوں نے دعویٰ کیا کہ اگر مجوزہ ضوابط میں درج دفعات پر اسپیکر سے لے کر اراکین اسمبلی تک سب عمل کریں تو مدھیش صوبہ مزید منظم اور مؤثر بنے گا۔

اسی طرح، رکن اسمبلی سریتا کماری ساہ نے مجوزہ ضوابط کو مثبت قرار دیتے ہوئے رکن اسمبلی شاردہ تھاپا کا اسے پیش کرنے پر شکریہ ادا کیا۔ رکن اسمبلی راج کمار لیکی نے کہا کہ ضوابط پہلے سے بہتر ہونے کے باوجود کچھ دفعات میں خامی نظر آرہی ہے، جس کے باعث ترمیم کی ضرورت ہے۔ رکن اسمبلی رکھینیشور گویت یادو نے پیش کردہ ضوابط کو مثبت انداز میں لیا ہے۔ اسی طرح، رکن اسمبلی انجنا پنڈت نے ضوابط کے تحت تشکیل دی جانے والی خصوصی اختیارات کمیٹی کے ممبران کی اہلیت کے حوالے سے توجہ دینے کی ضرورت پر زور دیتے ہوئے کم از کم پوسٹ گریجویٹ تعلیم یافتہ افراد کو شامل کرنے کی تجویز پیش کی۔ رکن اسمبلی اوپیندر کمار مہتو نے بھی ضوابط میں کچھ خامیوں کا ذکر کرتے ہوئے ترمیم کی ضرورت پر روشنی ڈالی۔ صوبائی اسمبلی کے ضوابط پر اصولی بحث کے بعد رکن اسمبلی شاردہ تھاپا نے بحث کے دوران اٹھائے گئے سوالات کے جوابات دیے۔ یہ ضوابط صوبائی اسمبلی کے کام کاج کو چلانے، اجلاسوں کا بہتر انتظام کرنے اور کمیٹیوں کی تشکیل و کاروائی اور کمیٹیوں سے متعلق دیگر معاملات کو منظم کرنے کے مقصد سے لائے جا رہے ہیں۔ اجلاس کی طلبی، اختتام اور ممبران کی حاضری و بیٹھنے کا ترتیب، اجلاس کا انعقاد و اسپیکر اور ڈپٹی اسپیکر کا انتخاب اور صدرات کرنے والے افراد کا تقرر، اجلاس کے طریقہ کار اور فیصلہ کرنے کا انداز، اجلاس کا انتظام، اجلاس میں سوال و جواب، وزیر اعلیٰ سے براہ راست سوال و جواب، تجاویز اور اس سے متعلقہ طریقہ کار جیسے موضوعات شامل ہیں۔ یہ توقع کی جارہی ہے کہ یہ ضوابط نافذ ہونے کے بعد صوبے کی کاروائی اور اجلاس منظم، باضابطہ اور بہتر طریقے سے چلائے جائیں گے۔

ساتھ سواکیاون دنوں سے بیٹے کی لاش کا انتظار کرنے والی سومشیلہ

شفیق رضا

جنکپور: مہوتری کی رام گوپال پور-۷ سہسولہ کی سومشیلہ دیوی ساہ۔ سعودی عرب میں جان کی بازی ہارنے والے بیٹے سنیل کی لاش کا انتظار کرتے ہوئے دو سال گزر گئے ہیں، پکے گھروں کے درمیان بانس کی لکڑی والا گھر ۵ء۳ دھور پر بنے اسی گھر کے صحن میں ۵۰ سالہ سومشیلہ دیوی ساہ گم میں بیٹھی ہیں۔ کون آرہا ہے اور جا رہا ہے، اسے اس کی کوئی خاص پرواہ نہیں۔ ۵۲ سالہ شوہر ویریندر ساہ کہتے ہیں، 'سومشیلہ کسی سے بات نہیں کرنا چاہتیں۔ اس کا دل ہنسے ہوئے دو سال سے زیادہ ہو گئے ہیں۔ کھانے میں کوئی دلچسپی نہیں۔ رات بھر سو نہیں پاتی۔ جسم کمزور ہوتا جا رہا ہے۔ ڈاکٹر کو دکھانے پر کوئی بیماری نظر نہیں آتی۔' رام گوپال پور-۷ سسولا، مہوتری کی سومشیلہ پہلے ایسی نہیں تھی۔ جب سعودی عرب میں موجود بیٹے کی موت کی خبر آئی تو اسے بہت صدمہ ہوا۔ مرنے کے باوجود اسے بیٹے کا چہرہ ایک بار دیکھ کر دل کو تسلی دینے کا موقع بھی نہیں ملا۔ سومشیلہ کا رویہ بدل گیا۔ 'جب بیٹے کی لاش نہیں آئی تو ہم بھی پریشان ہیں،' ویریندر نے سنایا۔ بانس کی باڑ والے گھر کو گرا کر پکا گھر بنانے کا خواب لے کر ۲۱ سالہ سنیل ۷ اپریل ۲۰۲۲ کو 'فرنٹ لائن ریکروٹمنٹ پرائیویٹ لمیٹڈ' کے ذریعے سعودی عرب اڑ گیا تھا۔ سعودی دارالحکومت ریاض سے جنوب مشرق میں واقع الخرج صنعتی علاقے میں واقع بونیان انڈسٹریل کمپنی لمیٹڈ میں وہ کام کرتا تھا۔ اسے ایک ہزار ریال تنخواہ ملتی تھی۔ کمپنی کے ساتھ معاہدے کی مدت ختم ہونے سے ٹھیک ایک ماہ قبل ۱۱ مارچ ۲۰۲۴ (۲۸ فروری ۲۰۸۰) کو کام کرتے ہوئے سنیل آگ کی زد میں آگیا اور اس کی موت ہو گئی۔

نیپال میں سیاسی ہلچل: سابق وزیر اعظم کے پی شرما اولی اور سابق وزیر داخلہ گرفتار

نمائندہ نیپال اردو ٹائمز
سید ظہیر احمد فنا

واقعہ: نیپال میں نئی حکومت کے قیام کے چند دن بعد ہی ایک بڑی سیاسی ہلچل پیدا ہوئی ہے جب پولیس نے سابق وزیر اعظم

کے پی شرما اولی (نیپالی کانگریس کے سینئر رہنما) اور سابق وزیر داخلہ رمیش لیکھک کو گرفتار کر لیا ہے۔ وجہ: ان دونوں رہنماؤں پر ستمبر میں جیل کے احتجاج کو دبانے کے معاملے میں "مجرمانہ غفلت" برتنے کا الزام عائد کیا گیا ہے۔ پس منظر: یہ گرفتاریاں وزیر اعظم بالین شاہ کے عہدہ سنبھالنے کے فوراً بعد کی گئی ہیں۔ یہ کارروائی ایک خصوصی عدالت کی سفارش پر عمل کرتے ہوئے کی گئی ہے۔ مزید تفصیلات: پولیس حکام کے مطابق، یہ کارروائی 'سپیشل کمیشن' کی سفارشات پر کی گئی ہے۔ نیپال کے قانون کی دفعہ ۱۸۱ اور ۱۸۲ کے تحت مقدمہ درج کر کے وارنٹ جاری کیے گئے تھے۔

"ایک نئے باب کا آغاز۔ تبدیلی کا آغاز۔

نمائندہ نیپال اردو ٹائمز سید ظہیر احمد فنا

اب دیکھتے ہیں کیا ہوتا ہے؟ کہاں سے شروع کریں؟ بہر حال، زمین میں دبی ہوئی جڑی بوٹیوں (کرپشن یا مسائل) کو اکھاڑ پھینکنے کے لیے ایک بار 'سخت فیصلے' (Hard Ball) کی ضرورت ہوگی۔ یہ فطری ہے کہ کچھ چیزیں غیر ضروری ہو جائیں۔ لیکن ملک یقیناً محفوظ رہے گا۔ دعا ہے کہ یہ کامیاب ہو، ملک اور عوام کے لیے بہتر ہو۔ سب کے لیے نیک خواہشات۔"

خلاصہ: یہ پوسٹ بالین شاہ کے حامیوں کی جانب سے لگتی ہے، جو انہیں نیپال کی سیاست میں ایک بڑے بدلاؤ اور ملک کے مستقبل کے وزیر اعظم کے طور پر دیکھنا چاہتے ہیں۔ بالین شاہ ایک پیشہ ور اسٹرکچرل انجینئر اور ریپر بھی ہیں، جو اپنی انتظامی اصلاحات کی وجہ سے کافی مشہور ہیں۔

یہ خبر سلطان الواعظین کے ۹۱ ویں عرس کے موقع پر منعقدہ تقریب کے بارے میں ہے۔ اس موقع پر صوفی عبدالرافع کو خلافت سے نوازا گیا اور ان کی دستار بندی کی گئی۔

نمائندہ نیپال اردو ٹائمز
سید ظہیر احمد فنا

یہ خبر سلطان الواعظین کے ۹۱ ویں عرس کے موقع پر منعقدہ تقریب کے بارے میں ہے۔ اس موقع پر صوفی عبدالرافع کو خلافت سے نوازا گیا اور ان کی دستار بندی کی گئی۔

خبر کے اہم نکات:

یہ تقریب حیدر آباد میں منعقد ہوئی جس میں ممتاز علماء اور مشائخ نے بڑی تعداد میں شرکت کی۔ سلطان الواعظین کے صاحبزادے صوفی شاہ عبدالرافع کو ان کے والد کی جانشینی اور خلافت عطا کی گئی۔

تقریب میں شرکت کرنے والے مشائخ اور علماء کی ایک طویل فہرست دی گئی ہے، جن میں حیدر آباد اور بیرونِ ہند کے نامور مذہبی شخصیات شامل ہیں۔

محفلِ سماع اور رسمِ صندل کے ساتھ اس تقریب کا اختتام ہوا۔

بھارت کے وزیر اعظم مودی نے بالین شاہ وزیر اعظم کو مبارکباد پیش کی

نمائندہ نیپال اردو ٹائمز
سید ظہیر احمد فنا

کھٹمنڈو: نیپال کے نئے وزیر اعظم بالیندر شاہ نے ہفتے کے روز بھارتی وزیر اعظم نریندر مودی کا ان کے تہنیتی پیغام کے لیے شکریہ ادا کیا۔ وزیر اعظم بالیندر شاہ نے دونوں ممالک کے درمیان تعلقات کو مزید آگے بڑھانے کی امید ظاہر کی۔ وزیر اعظم نریندر مودی نے بالیندر شاہ کو نیپال کے وزیر اعظم کے طور پر حلف اٹھانے پر مبارکباد دی تھی اور دونوں ممالک کے شہریوں کے فائدے کے لیے دوستی کو نئی بلندیوں پر لے جانے کے لیے ان کے ساتھ مل کر کام کرنے کی خواہش کا اظہار کیا تھا۔ وزیر اعظم مودی کا شکریہ ادا کرتے ہوئے نیپال کے وزیر اعظم آفس نے کہا، "وزیر اعظم نریندر مودی، آپ کے اچھے الفاظ اور نیک خواہشات کا شکریہ۔ میں اپنے لوگوں کی خوشحالی کے لیے دونوں ممالک کے درمیان تعلقات کو آگے بڑھانے کے لیے آپ کے ساتھ مل کر کام کرنے کا خواہشمند ہوں۔" وزیر اعظم مودی نے نیشنل انڈیپنڈنٹ پارٹی (آر ایس پی) کے پارلیمانی لیڈر بالیندر شاہ کو وزیر اعظم بننے پر مبارکباد دی تھی۔ سوشل میڈیا پلیٹ فارم 'ایکس' (X) پر مودی نے لکھا تھا، "نیپال کے وزیر اعظم کے طور پر حلف اٹھانے پر بالیندر شاہ کو بہت بہت مبارک ہو۔ آپ کی تقرری نیپال کے عوام کی جانب سے آپ کی قیادت پر دکھائے گئے اعتماد کی عکاس ہے۔"

مشرق وسطی کی جنگ کا اثر، نیپال میں پٹرول سے مہنگا ڈیزل

نمائندہ نیپال اردو ٹائمز
احمد رضا ابن عبدالقادر اویسی
کاٹھمانڈو

ایران اور اسرائیل۔ امریکہ کے درمیان جنگ کے بعد مشرق وسطیٰ میں بڑھتی کشیدگی اور توانائی کے شدید بحران نے جنوبی ایشیائی ممالک کی کمر توڑ کر رکھ دی ہے۔ پاکستان کے بعد اب سری لنکا نے بھی ایندھن کی شدید قلت کے سامنے گھٹنے ٹیک دیئے ہیں۔ نیپال نے پٹرول اور ڈیزل کی قیمتوں میں اضافہ کر دیا ہے۔ ہندوستان بھی مشرق وسطیٰ کے بحران کا خمیازہ بھگت رہا ہے۔ جنگ شروع ہونے کے بعد سے ہندوستان کا اسٹاک مارکیٹ ۵۰۰۰ پوائنٹس سے زیادہ نیچے آچکا ہے۔ حالانکہ گیس کی قلت پر قابو پانے کی بات کہی جارہی ہے لیکن کچھ ممالک ایسے بھی ہیں جنہوں نے آفت میں موقع تلاش لیا ہے اور وہ خوب اپنی تجوریاں بھر رہے ہیں۔ وہیں سری لنکا کو بھی توانائی کے شدید بحران کا سامنا کرنا پڑا ہے۔ اس دوران ایک سخت اور تاریخی قدم اٹھاتے ہوئے سری لنکا حکومت نے پیر کو ملک میں '۴ روزہ ورکنگ ہفتہ' نافذ کرنے کا اعلان کر دیا ہے۔ اس حکم کے بعد سرکاری اداروں، اسکولوں اور یونیورسٹیوں میں ہفتے میں صرف ۴ دن ہی کام ہوگا۔ وہیں ایندھن کی بچت کے لیے اب ہر بدھ کو سرکاری دفاتر اور تعلیمی ادارے مکمل طور پر بند رہیں گے۔ اس دوران سری لنکا کی حکومت نے عوام سے پیٹرول اور ڈیزل کا استعمال کفایت شعاری سے کرنے کی اپیل کی ہے۔ حکومت نے کہا کہ یہ قدم نقل و حمل میں استعمال ہونے والے تیل کی کھپت کو کم کرنے کے لیے ضروری ہو گیا ہے

پری مون سون میں اوسط سے زیادہ بارش، جمعہ سے دوبارہ بارش کا امکان

نیپال میں رواں سال پری مون سون کے دوران اب تک اوسط سے زیادہ بارش ریکارڈ کی گئی ہے۔ محکمہ موسمیات کے مطابق فروری ۱۵ سے مئی ۱۵ تک کے عرصے کو پری مون سون تصور کیا جاتا ہے، اور اس سال اس مدت میں معمول سے زیادہ بارش ہوئی ہے۔ موسمیات کے ماہر بنو مہرجن کے مطابق اس عرصے میں عموماً ۲۰ فیصد بارش ہوتی ہے، تاہم اس سال اب تک تقریباً ۵ء۲۹ فیصد بارش ریکارڈ کی جا چکی ہے۔ عام طور پر اس مدت میں ۲۲۶ ملی میٹر بارش ہوتی ہے، لیکن اس بار بدھ تک ۵ء۷۷ ملی میٹر بارش ہو چکی ہے، جو معمول سے زیادہ ہے۔ موجودہ موسمی نظام میں کچھ تبدیلی دیکھی جارہی ہے۔ منگل کے مقابلے میں بدھ کے روز درجہ حرارت میں معمولی اضافہ ہوا ہے۔ دارالحکومت کھٹمنڈو میں زیادہ سے زیادہ درجہ حرارت منگل کو ۲۲ ڈگری سینٹی گریڈ تھا، جو بدھ کو

بڑھ کر ۲۶ ڈگری سینٹی گریڈ تک پہنچ گیا۔ محکمہ موسمیات کے مطابق جمعرات کو ملک بھر میں موسم عام طور پر صاف رہنے کی توقع ہے، تاہم جمعہ سے مختلف علاقوں میں دوبارہ بارش کا امکان ہے۔ اس لیے شہریوں کو موسم کی تبدیلی کو مد نظر رکھتے ہوئے احتیاطی تدابیر اختیار کرنے کی ہدایت دی گئی ہے۔

لمبنی پردیش کا منفرد ادارہ جامعہ نظامیہ وجامعہ فاطمۃ الزھرا شکر پور

سالانہ امتحان ۲۰۲۶ کے موقع پر بحیثیت ممتحن جامعہ نظامیہ شکر پور میں محب گرامی قدر فاضل جلیل حضرت علامہ حیدر علی ثقافی صاحب قبلہ پرنسپل جامعہ ہذا کے حکم پر میں اور محب مکرم حضرت علامہ امیر اللہ خان صاحب قبلہ وقت مقررہ پر جامعہ میں حاضر ہویے

اس جامعہ میں بہت پہلے سے آنے جانے کا سلسلہ چلتا آرہا ہے لیکن ممتحن کی حیثیت سے پہلی بار جانا ہوا بحمد اللہ نظم و نسق بہت بہتر پایا اور یہ رسمی طور پر تحریر نہیں بلکہ حقیقت سے لبریز تحریر ہے کہ جس طرح وہاں کے طلبہ و طالبات کو قرآن پاک درست پڑھنے کو پایا کپلوستو کے اکثر و بیشتر مدارس میں اس طرح کی تعلیم قرآن نہیں دی جاتی ہے اور یہ محض واہ واہی یا رسمی طور پر نہیں بلکہ کسی صاحب کو اعتراض ہو تو وہ ساتھ چلیں اور وہاں طلبہ و طالبات سے سن کر مطمئن ہو جائیں

جامعہ نظامیہ کے چند طلبہ و جامعہ فاطمۃ الزھرا کے اعدادیہ تا ثالثہ کی طالبات کا قرآن سنا طبیعت باغ باغ ہو گئی اور جس طرح صحت تلفظ و انداز میں قرآن پڑھ رہی تھیں تو میں سوچنے لگا کہ یہ کوئی بہت مشہور ر معروف دار القرات نہیں یا یہاں بہت نامور کوئی قاری بھی نہیں پھر اس طرح یہ بچیاں درست قرآن کیسے پڑھ رہی ہیں بہر حال جماعت کے اعتبار سے میں پوچھتا رہا کہ قرآن پاک کون پڑھاتے ہیں تو طالبات نے وہاں کے پرنسپل حضرت علامہ حیدر علی ثقافی صاحب کا اور علامہ اکرم علیمی صاحب و علامہ نور محمد نظامی صاحب کا نام بتایا پھر سوچ میں پڑ گیا کہ ثقافی صاحب کے بارے میں یہ تو مجھے معلوم ہے کہ اچھے عالم و فاضل ہیں لیکن قاری یا حافظ تو نہیں ہیں عموماً لوگ یہی سمجھتے ہیں کہ جو حافظ و قاری ہو وہی اچھا قرآن پڑھتے پڑھاتے ہیں جبکہ وہاں معاملہ برعکس تھا بہر حال جب امتحان سے فارغ ہوا اور وہاں سے آیا تو کئی بار اپنے ساتھی محترم حضرت علامہ امیر اللہ صاحب سے تذکرہ کیا کہ میرے دماغ سے یہ بات نہیں نکل رہی ہے کہ آخر وہ بچیاں شاندار قرآن کیسے پڑھ رہی تھیں بہت محنت کیے ہوں گے وہاں کے اساتذہ ورنہ قرآن درست پڑھنے پڑھانے کا ماحول اب مدارس میں بہت کم ہی رہ گیا خاص کر اپنے کپلوستو میں اور وہ بھی بچیوں کو درست مخارج کے ساتھ پڑھانے کے لیے جگر چاہیے اور صبر چاہیے چاہیں جتنا آپ لہجہ بنائیے لیکن ان کا اپنا لہجہ نہیں بھلا ملتا ہے وہ اسی لہجے میں پڑھتی ہیں جہاں تین الف کے برابر پڑھنا ہے وہاں نہ جانے کتنے الف ہو جاتے ہیں لہجہ من

مانی کی اپنی شان ہے لیکن رہا نہیں گیا کچھ دن بعد میں نے پرنسپل صاحب کو میسیج کیا کہ حضرت مجھے ایک بات بتائیں آپ کے یہاں بچیوں کو قرآن شریف کون پڑھاتا ہے اور اتنی شاندار بچیاں قرآن کیسے پڑھ رہی ہیں تو ان کا جواب سن کر بیحد خوشی ہوئی کہ اگر ایسے ہی مدرس کے اندر جذبہ ہو تو یقیناً درست قرآن پڑھنے والوں کی تعداد اچھی ہو جایے گی پرنسپل صاحب کی تحریر بغیر ان کی اجازت کے یہاں ایڈ کر رہا ہوں تا کہ آپ ملاحظہ فرمائیں کہ آج بھی ایسے مدرس موجود ہیں

فرماتے ہیں۔......

"""" ویسے تو اپنی تعریف خود ہوتی نہیں ہے اور تعریف کی نیت سے کہہ بھی نہیں رہا ہوں میرا اولین ترجیحات میں سب سے زیادہ ترجیح تعلیم کو حاصل ہے میں اعدادیہ اولی کی بچیوں کو پڑھایا ہوں کچھ بچیاں نئی تھیں کمزور تھیں مکتب سے پڑھ کر آئی تھیں میں نے ان کا صحیح کرنے کے لیے انعام کا اعلان کر دیا تھا کہ پندرہ دن میں جو بچی قرآن شریف صحیح کر لے گی اس کو ۱۱۰۰ سو کا انعام دوں گا اپنی طرف سے جن بچیوں نے درست کر کے سنایا تھا ان کو انعام بھی دیا""""

اب آپ سوچیں اس طرح کے فکر مند مدرسین جب رہیں گے تب تعلیم و قرآن پاک پڑھنے پڑھانے کا ایک نظام ہو پایے گا کتنی خاموشی کے ساتھ جیب خاص سے انعام کی رغبت دے کر تعلیم قرآن کو فروغ دے رہے ہیں

یقیناً وہاں کے اساتذہ کرام قابل مبارکباد ہیں خصوصاً حضرت علامہ اکرم علیمی صاحب قبلہ حضرت علامہ نور محمد نظامی صاحب قبلہ اور جملہ حضرات جن کی انتھک محنتوں کاوشوں سے بچیاں درست تعلیم حاصل کرنے میں مصروف عمل ہیں اللہ تعالیٰ آپ سب کو سلامت رکھے

میری تحریر سے آپ کو اختلاف کا حق نہیں بلکہ آپ حق رکھیں گے ہی لیکن یہ حقیقت ہے کہ قرآن پاک کی بہت شاندار تعلیم ہے

نصر اللہ امجدی: جامعہ مخدومیہ ام حبیبہ گرلس کالج چنڑوٹا کپلوستو نیپال

سنسری میں مالپت اور ٹرانسپورٹ آفس کے باہر سے ۱۷ دلال گرفتار۔

سنسری: عوام کو پریشان اور ہراساں کرنے کی شکایات کے بعد پولیس نے ضلع سنسری کے مالپت (لینڈ ریونیو) اور ٹرانسپورٹ آفس کے احاطے سے مجموعی طور پر ۱۷ دلالوں کو گرفتار کر لیا ہے۔ ضلعی پولیس دفتر سنسری کے مطابق ۱۸ چیت ۲۰۸۲ کو انروا میونسپلٹی-۳ میں واقع مالپوت دفتر کے احاطے سے ۱۳ افراد کو اس وقت حراست میں لیا گیا جب وہ سادہ لوح شہریوں کا کام جلدی کروانے کے بہانے دلالی میں ملوث پائے گئے۔ پولیس انسپکٹر پرکاش پراجولی کی قیادت میں کارروائی کرتے ہوئے انہیں گرفتار کر کے مزید تفتیش کے لیے ضلعی پولیس دفتر منتقل کیا گیا۔ گرفتار افراد میں یوجین گھیمرے، دھن نارائن شریستھا، ارچنا آچاریہ، دیپک کمار دہال، آیسا مہتو، ملن مہتا، میگھ راج فویال، بیرندر پنڈت، اسیپ آچاریہ، روشن وک، پرموش کمار سنگھ، اکرار عالم منصوری اور سرتاج عالم منصوری شامل ہیں۔اسی طرح اٹہری سب میٹروپولیٹن-۱۰ میں واقع کوشی پردیش ٹرانسپورٹ آفس کے احاطے سے مزید چار افراد کو بھی دلالی کے الزام میں گرفتار کیا گیا ہے۔ پولیس انسپکٹر درگا کھنال کی قیادت میں کارروائی کرتے ہوئے انہیں علاقائی پولیس دفتر اٹہری منتقل کر کے تحقیقات شروع کر دی گئی ہیں۔ ٹرانسپورٹ آفس سے گرفتار افراد میں سمن اوجھا، شیر بہادر کارکی، یوگندرا وجھا اور سوریا تھاپا شامل ہیں۔ پولیس کے مطابق تمام گرفتار شدگان کے خلاف مزید تحقیقات جاری ہیں اور دلالی کے اس نیٹ ورک کو ختم کرنے کے لیے سخت اقدامات کیے جا رہے ہیں۔

رپورٹ: محمد رضوان احمد مصباحی
نمائندہ: ہفت روزہ نیپال اردو ٹائمز

جھاپا میں جنگلی ہاتھیوں کے بڑھتے ہوئے خطرے پر قابو پانے کے لیے ماہرین سے مشاورت شروع۔

رپورٹ: محمد رضوان احمد مصباحی

جھاپا (نیپال): ضلع جھاپا میں جنگلی ہاتھیوں کے بڑھتے ہوئے دہشت اور انسانی جان و مال کو لاحق خطرات کے پیشِ نظر جھاپا کے حلقہ نمبر ۱، ۳ اور ۴ کے اراکینِ پارلیمان نے ماہرین اور سائنسدانوں کے ساتھ مشاورتی عمل کا آغاز کر دیا ہے۔ جھاپا حلقہ نمبر ۱ کی رکنِ پارلیمان نشا ڈانگی، حلقہ نمبر ۳ کے رکن پرکاش پاٹھک اور حلقہ نمبر ۴ کے رکن شمبھو ڈھکال نے مشترکہ طور پر ماہرین کے ساتھ بیٹھ کر اس مسئلے کے مستقل اور سائنسی حل تلاش کرنے کی کوشش شروع کی ہے۔اس حوالے سے معلومات دیتے ہوئے رکن پارلیمان پرکاش پاٹھک نے بتایا کہ مسئلے کی سنگینی کو مد نظر رکھتے ہوئے یہ قدم اٹھایا گیا ہے۔ واضح رہے کہ جنگلی ہاتھیوں کی جانب سے فصلوں کی تباہی، گھروں کو نقصان اور مقامی اراکینِ پارلیمان نے حکومت کو تجویز دی ہے کہ انسانی وہاتھی تصادم کو کم کرنے کے لیے ایک مربوط نظام قائم کیا جائے۔ اس ضمن میں برقی باڑ (الیکٹرک فینسنگ)، ابتدائی

انتباہی نظام، ہاتھیوں کے قدرتی گزرگاہوں (کوریڈور) کا تحفظ اور متاثرین کے لیے مؤثر معاوضہ نظام کو ترجیح دینے کی ضرورت پر زور دیا گیا۔

باشندوں کی جان کو خطرہ لاحق ہونے کے واقعات میں دن بدن اضافہ ہو رہا ہے، جس کے باعث عوام شدید پریشانی کا شکار ہیں۔ اسی تشویش کے پیشِ نظر اراکینِ پارلیمان نے سنجیدگی کے ساتھ اس مسئلے پر کام شروع کیا ہے۔ مشاورتی اجلاس کے دوران ہاتھیوں کے کنٹرول کے لیے سائنسی نظم و نسق، جدید ٹیکنالوجی کے استعمال اور مقامی سطح پر قابل عمل اقدامات پر تفصیلی گفتگو کی گئی۔ اس کے ساتھ ساتھ ماہرین نے بھی اپنی آراء پیش کرتے ہوئے مسئلے کے پائیدار حل پر زور دیا۔ اراکین کا کہنا تھا کہ: ""ہاتھیوں کے باعث ضلع کے عوام جس تکلیف کا سامنا کر رہے ہیں، اس کا فوری ازالہ ضروری ہے۔ ہم حکومت کے ساتھ مل کر اس مسئلے کا دیرپا اور سائنسی حل نافذ کریں گے۔"" اس کے علاوہ متاثرہ شہریوں کو فوری امداد فراہم کرنے اور طویل مدتی پالیسی سازی کے لیے بھی سنجیدہ اقدامات کرنے کے عزم کا اظہار کیا گیا۔ ماہرین کے مطابق جنگلات پر تجاوزات، ہاتھیوں کے قدرتی راستوں میں رکاوٹ اور انسانی آبادی کے پھیلاؤ کی وجہ سے یہ تصادم بڑھ رہا ہے، لہٰذا اس کے حل کے لیے سائنسی اور پائیدار حکمتِ عملی اپنانا ناگزیر ہے۔ یاد رہے کہ جھاپا میں حالیہ برسوں کے دوران جنگلی ہاتھیوں کا مسئلہ نہایت پیچیدہ شکل اختیار کر چکا ہے، جس کے حل کے لیے متعلقہ اداروں کے درمیان ہم آہنگی اور موثر عمل درآمد کو بنیادی حیثیت حاصل ہے۔

نمائندہ: ہفت روزہ نیپال اردو ٹائمز

سلطان الواعظین حضرت علامہ عبد المصطفی اعظمی علیہ الرحمہ کا ۴۱واں سالانہ عرس،،المعروف عرس اعظمی،، ۴ اپریل کو

گھوسی (اخلاق احمد نظامی)
نیپال اردو ٹائمز

اراکین عرس کمیٹی کریم الدین پور گھوسی ضلع مئو کے زیر اہتمام مورخہ ۴ اپریل بروز سنیچر اعظمی منزل محلہ کریم الدین گھوسی مئو میں رئیس المتکلمین، سند المدرسین، سلطان الواعظین، شیخ الحدیث، صاحب تصانیف کثیرہ حضرت علامہ الحاج الشاہ عبد المصطفی اعظمی، نقشبندی، قادری، مجددی علیہ الرحمۃ والرضوان کا ۴۱واں سالانہ عرس ،،المعروف عرس اعظمی،، انتہائی عقیدت واحترام کے ساتھ منعقد ہوگا

پروگرام کے کنوینر شہزادۂ سلطان الواعظین حضرت علامہ مولانا فضل رسول اعظمی سجادہ نشین آستانہ عالیہ کریم الدین پور گھوسی نے صاحب عرس حضرت علامہ عبد المصطفی اعظمی علیہ الرحمہ کا تعارف پیش کرتے ہوئے بتایا کہ حضرت علامہ اعظمی علیہ الرحمہ کی بلند پایہ درسگاہ سے تلامذہ محسوس دنیا کے درجنوں ممالک میں دعوت وتبلغ تحقیق و تصنیف اور تعلیم وتربیت کی انتہائی مستحکم اور نتیجہ خیز خدمات انجام دے رہے ہیں۔ حضرت علامہ اعظمی علیہ الرحمہ کو علمائے حرمین طیبین خصوصاً حضرت علامہ مفتی سعد اللہ مکی، حضرت علامہ سید عباس علوی مالکی ،مفتی مالکیہ علم العلماء حضرت محمد بن عربی جزائری، قطب مدینہ حضرت

علامہ ضیاء الدین مھاجر مدنی و شیخ الدلائل سید یوسف بن محمد علی باشلی حریری مدنی ودیگر علمائے حرمین طیبین نے اپنی محبتوں اور شفقتوں سے نواز اور دلائل الخیرات صحاح ستہ ودیگر کتب حدیث کی تحریری سندو اجازت اور خلافت عطافرمائی، حضرت علامہ اعظمی علیہ الرحمہ کو حضور محدث اعظم ہند علیہ الرحمہ نے سلطان الواعظین اور شہزادۂ اعلی حضرت حجتہ الاسلام نے شیخ الحدیث کے خطاب سے سرفراز فرمایا۔ حضرت علامہ اعظمی علیہ الرحمہ نے ۲۵ بے نظیر تصانیف کا ذخیرہ صفحہ ہستی پر پیش فرما کر امت مسلمہ کے ایمان کو جلا بخشی اور تشنگان علوم نبویہ کو مسند درس وتدریس کا تاجدار اور میدان خطابت کا شہوار بنایا۔ حضرت علامہ اعظمی علیہ الرحمہ کی تقوی وپرہیزگاری اور ملک و بیرون ملک میں خدمت حدیث اور اعلی علمی کارناموں کو دیکھ کر شہزادہ اعلیٰ حضرت حجتہ الاسلام علامہ حامد رضاخان علیہ الرحمہ نے سلسلہ رضویہ کی اجازت و خلافت عطافرمائی حضرت علامہ اعظمی علیہ الرحمہ کی حیات مبارکہ کا ہر لمحہ رضائے الہی کے حصول میں گزرا جنکے فیوض و برکات کی خوشبو سے امت مسلمہ اپنی مشام جاں معطر کر رہی ہے۔

مولانا اعظمی نے بتایا کہ حضرت علامہ اعظمی علیہ الرحمہ کے ۴۱ ویں عرس کا آغاز بعد نماز فجر قران خوانی سے ہوگا ،بعد نماز عصر اعظمی منزل سے چادر کا جلوس برآمد ہوگا جو آستانہ عالیہ جائے گا تاہم معمولات اہلسنت والجماعت کے مطابق قل شریف اور فاتحہ خوانی ہوگی نیز ملک وملت کی ترقی اور خوشحالی کے لئے دعا ہوگی اخیر میں بعد نماز عشاء علماء کرام و مشائخ عظام خطاب فرمائیں گے اس دوران شعراء ونعت خواں حضرات منظوم خراج عقیدت پیش کریں گے واضح ہو کہ عرس پاک میں اکابر علماء و مشائخ کثیر تعداد میں شرکت کر رہے ہیں

مولانا حشمت رضا مصباحی اور مولانا فضل رسول اعظمی کے شہزادگان نے برادران اسلام سے اپیل کی ہے کہ حضرت علامہ اعظمی علیہ الرحمہ کے عرس پاک کی جملہ تقریبات میں شریک ہو کر صاحب عرس کے فیوض و برکات سے مستفیض ہوں نیز علماء کرام کے بیانات کو سنیں اور اپنے ایمان کو جلا بخشیں

خوشخبری جامعہ اہلِ سنت خدیجۃ الکبریٰ، ٹنڈوا (ضلع سدھارتھ نگر)

پریس ریلیز
نیپال اردو ٹائمز

بڑی مسرت اور شادمانی کے ساتھ اطلاع دی جاتی ہے کہ اہلِ سنت وجماعت کا مرکزی دینی ادارہ جامعہ اہلِ سنت خدیجۃ الکبریٰ، ٹنڈوا میں نئے تعلیمی سال (۲۰۲۶) کے لیے داخلہ شروع ہو چکا ہے۔

الحمدللہ! اب خصوصاً شہر ڈومریا گنج اور اطراف کی بچیوں کے لیے دینی تعلیم حاصل کرنے کا سنہرا موقع فراہم ہے۔ اس سال سے بفضلہ تعالیٰ بس شہر ڈومریا گنج تک جائے گی۔

کنیزان فاطمہ کو علم و ہنر سے آراستہ و پیراستہ کرنے والا ادارہ ہے جہاں دینی تعلیم کے ساتھ حالات حاضری کے پیش نظر دنیاوی تعلیم کا بہترین سنگم ہے، تربیت کا معیار بلند ہے

خصوصیات:

- اساتذۂ جامعہ اشرفیہ مبارکپور کی سرپرستی میں طالبات کی تعلیمی ودینی رہنمائی۔
ماہر و تجربہ کار معلمین و معلمات کی نگرانی میں پرائمری، فن قرآت، عالمہ کورس، تخصص وافتا کی تعلیم۔
- محفوظ اور بہترین تعلیمی ماحول
- آمد و رفت کی سہولت کے لیے بسوں کا معقول انتظام۔
- تحریری و تقریری ٹیسٹ کے ذریعے داخلہ لیا جائے گا۔

لہٰذا خواہش مند طالبات کے سرپرست حضرات جلد از جلد رابطہ فرمائیں۔

تاریخ داخلہ:

۲۸ مارچ تا ۱۶ اپریل ۲۰۲۶
رابطہ نمبر:
۹۵۱۷۳۹۴۳۱۰
۸۸۷۴۹۲۰۸۲۳

Published By: Ulama Foundation Nepal, Bhairahwa, Rupandehi Lumbini Pradesh Nepal, Reg: 372860
Email:- weeklynepalurdutimes@gmail.com, Web site: www.nepalurdutimes.com, Contact:- +91 8795979383, +977 9817619786, +9779821442810

جنگ سے حالات سنگین، ایوان میں بحث ہونی چاہیے

اداریہ

ایوان میں تبدیلی کی پہلی جھلک

ایڈیٹر کے قلم سے۔۔۔۔۔

نیپال کی پارلیمنٹ میں نئی حکومت کے قیام کے بعد ہونے والا پہلا اجلاس محض ایک رسمی کارروائی نہیں تھا بلکہ یہ ایک ایسے دور کے آغاز کی علامت تھا جس سے عوام نے بڑی توقعات وابستہ کر رکھی ہیں۔ ایوان کا ماحول شروع ہی سے غیر معمولی طور پر سنجیدہ مگر پُرامید دکھائی دیا۔ حکومتی اراکین کے چہروں پر اعتماد اور عزم نمایاں تھا، جبکہ اپوزیشن بینچز پر محتاط رویہ دیکھنے میں آیا، جو اس بات کی نشاندہی کرتا ہے کہ آنے والے دنوں میں سخت سیاسی مقابلہ بھی متوقع ہے۔

اجلاس کے دوران سوتنتر پارٹی کے صدر روی لامیچھانے کا خطاب سب کی توجہ کا مرکز رہا۔ انہوں نے نہایت سادہ اور براہِ راست انداز میں گفتگو کرتے ہوئے اس عزم کا اظہار کیا کہ نئی حکومت ملک میں بدعنوانی کے خاتمے، انصاف کی فراہمی اور شفاف حکمرانی کو یقینی بنائے گی۔ ان کی تقریر میں روایتی سیاسی نعروں کے بجائے عملی اقدامات کی بات کی گئی، جسے ایوان کے اندر اور باہر دونوں جگہ مثبت انداز میں دیکھا جارہا ہے۔ خاص طور پر نوجوان طبقے میں اس خطاب نے ایک نئی امید پیدا کی ہے کہ شاید اب حکمرانی کا انداز بدلنے والا ہے۔

وزیر اعظم بالن شاہ کے لیے یہ پہلا بڑا پارلیمانی موقع تھا جس میں ان کی قیادت کا ابتدائی تاثر سامنے آیا۔ اگرچہ انہوں نے تفصیلی پالیسی بیان نہیں دیا، لیکن حکومتی صفوں میں نظم وضبط اور اعتماد اس بات کا اشارہ دے رہا تھا کہ حکومت اپنے ایجنڈے پر واضح ہے۔ نئی کابینہ میں نوجوان چہروں کی شمولیت بھی ایک اہم پہلو ہے، جو اس بات کی علامت ہے کہ ملک میں روایتی سیاست کے ساتھ ساتھ نئی سوچ کو بھی جگہ دی جارہی ہے۔

تاہم، اس مثبت منظر کے ساتھ کئی سنگین چیلنجز بھی موجود ہیں۔ سب سے اہم مسئلہ امن وامان کا قیام ہے، کیونکہ حالیہ مظاہروں اور سیاسی کشید گی نے ملک کے حالات کو متاثر کیا ہے۔ وزیر داخلہ کے طور پر سدن گرنگ کی تقرری کو ایک جرات مندانہ فیصلہ قرار دیا جارہا ہے۔ ایک نوجوان رہنما کے طور پر ان کے پاس توانائی اور عزم تو موجود ہے، مگر ان کے لیے اصل امتحان یہ ہوگا کہ وہ اس توانائی کو مؤثر حکمت عملی میں کیسے تبدیل کرتے ہیں اور ملک میں استحکام کیسے لاتے ہیں۔

اسی طرح، سابق حکام کے خلاف کارروائیوں کا آغاز ایک حساس معاملہ ہے۔ اگر یہ احتساب شفاف اور قانون کے مطابق ہوا تو یہ عوام کے اعتماد کو مضبوط کرے گا، لیکن اگر اس میں کسی قسم کی جانبداری نظر آئی تو یہ سیاسی انتقام کا تاثر پیدا کر سکتا ہے، جو نئی حکومت کے لیے نقصان دہ ثابت ہوگا۔ نیپال کی سیاسی تاریخ میں ایسے واقعات کی مثالیں موجود ہیں، اس لیے اس پہلو پر خاص توجہ دینا ضروری ہے۔

معاشی صورتحال بھی حکومت کے لیے ایک بڑا امتحان ہے۔ عوام مہنگائی، بے روزگاری اور بنیادی سہولیات کی کمی جیسے مسائل سے دوچار ہیں۔ صرف تقاریر اور وعدے کافی نہیں ہوں گے، بلکہ فوری اور عملی اقدامات کی ضرورت ہوگی تاکہ عوام کو حقیقی ریلیف مل سکے۔ اگر حکومت ابتدائی دنوں میں معاشی بہتری کے آثار دکھانے میں کامیاب ہو جاتی ہے تو اس کی مقبولیت میں واضح اضافہ ہو سکتا ہے۔

مجموعی طور پر دیکھا جائے تو پارلیمنٹ کے اس پہلے اجلاس نے واقعی تبدیلی کی ایک جھلک پیش کی ہے۔ ایوان میں نئی قیادت کا اعتماد، اصلاحات کے وعدے اور نوجوانوں کی شمولیت ایک مثبت اشارہ ہیں۔ تاہم، یہ صرف آغاز ہے۔ اصل کامیابی اس وقت ہوگی جب یہ دعوے عملی اقدامات میں بدلیں گے اور عوام کو اس تبدیلی کے حقیقی اثرات نظر آئیں گے۔

خصوصی کالم برائے مراسلات

معزز قارئین کرام: السلام علیکم ورحمۃ اللہ برکاتہ نیپال اردو ٹائمز ہمالیہ کی وادیوں سے اردو صحافت کا روشن مینار ہے جس کے ذریعے سے ملک نیپال میں اردو صحافت کو فروغ دینے کے لیے ہماری ٹیم سرگرم عمل ہے، قارئین حضرات سے مؤدبانہ التماس ہے کہ اخبار کو پڑھیں اور اپنی آرا ہمیں ارسال فرما کر شکریہ کا موقع فراہم کریں۔

+918795979383

weeklynepalurdutimes@gmail.com

+9779805436093

سرفراز احمد قاسمی حیدرآباد رابطہ: ۸۰۹۹۶۹۵۱۸۶

مغربی ایشیا میں حالات اس وقت انتہائی ابتر ہوتے جارہے ہیں، ایران کے خلاف امریکہ اور اسرائیل کی جانب سے جو جنگ مسلط کی گئی ہے اس کا اثر نہ صرف تیل کی منڈیوں کو متاثر کررہا ہے بلکہ عالمی سطح پر خوراک اور کھاد کی سپلائی کے نظام میں بڑی رکاوٹیں پیدا کر کے مستقبل کے غذائی تحفظ (فوڈ سیکیورٹی) کے لیے بھی خطرہ پیدا کردیا ہے۔ اس بحران کو دیکھتے ہوئے ماہرین اقتصادیات اور دنیا کی مختلف حکومتیں اب عالمی زرعی تجارتی قوانین کا ازسرنو مسودہ تیار کرنے کی تجویز پر عمل کررہی ہے، تاکہ مستقبل میں اس طرح کے جھٹکوں سے نمٹا جا سکے۔ بھارتیہ ودیش ویا پار سنستھان کے سابق ڈبلیوٹی او چیئرمین، پروفیسر وشوجیت دھر نے کہا کہ آبنائے ہرمز سے آمدورفت میں آنے والی رکاوٹ نے یہ واضح کردیا ہے کہ توانائی، کھاد اور غذائی نظام ایک دوسرے سے کتنی گہرائی سے جڑے ہوئے ہیں، ایل این جی کی سپلائی میں خلل اور توانائی کی بڑھتی ہوئی قیمتوں کی وجہ سے ہندوستان جیسے ممالک میں کھاد کی پیداوار اور قیمتوں پر براہ راست اثر پڑا ہے۔ ممتاز ماہرین اقتصادیات کی جانب سے مجوزہ "ماڈل ٹریٹی آن ایگریکلچر ٹریڈ" میں یہ دلیل دی گئی ہے کہ عالمی تجارتی تنظیم کا موجودہ ڈھانچہ موسمیاتی تبدیلی، وبا اور جنگ جیسے حالات سے نمٹنے میں نااہل ثابت ہوا ہے۔ ماہرین کا ماننا ہے کہ یہ ڈھانچہ شروع سے ہی ناقص تھا اور اب عالمی سپلائی چین کے دباؤ کے ٹیسٹ میں ناکام پایا گیا ہے، ہندوستان اپنی ضرورت کا تقریبا پانچواں حصہ یوریا، آدھا حصہ ڈی اے پی اور تقریبا تمام پوٹاش درآمد کرتا ہے، خلیجی ممالک سے ہونے والی سپلائی اور سمندری راستوں میں بڑھتے ہوئے خطرات کے باعث انشورنس پریمیم اور مال برداری کی لاگت میں بھاری اضافہ ہوا ہے جس سے کھادوں کی قیمتوں میں اچھال آیا ہے، حکام کے مطابق حکومت ہند نے فی الحال اس جھٹکے کو کسانوں تک پہنچنے سے روکنے کے لیے اسے زیادہ سبسیڈی کے ذریعے خود برداشت کرنے کا فیصلہ کیا ہے اگر حکومت ایسا نہ کرتی تو زرعی پیداوار میں کمی اور خوراک کی قیمتوں میں اضافے کا سنگین خطرہ پیدا ہو سکتا تھا، جو ایک بڑا مالیاتی بحران بن جاتا۔ مجوزہ نئے معاہدے کا مقصد تجارت کے بجائے غذائی تحفظ، ماحولیاتی پائیداری اور مساوات کو ترجیح دینا ہے، پروفیسر وشوجیت کے مطابق یہ معاہدہ حکومتوں کو ملک کی پیداوار بڑھانے، سپلائی چین میں تنوع لانے اور ضرورت پڑنے پر مارکیٹ میں مداخلت کرنے کا قانونی حق دینے کی وکالت کرتا ہے، ماہرین کے مطابق جنگ بندی ہونے کے باوجود آبنائے ہرمز سے ہونے والی تجارت میں وار رسک پریمیم مستقل طور پر شامل ہو سکتا ہے جس کا مطلب ہے کہ ہندوستان جیسے ممالک کے لیے توانائی اور کھاد کی قیمتیں ساختی طور پر ہمیشہ کے لیے بلند رہ سکتی ہیں، بدلتے ہوئے حالات کے پیش نظر ہندوستان اب پوٹاش اور فاسفیٹ کے لیے نئے ذرائع تلاش کررہا ہے اور غیر ملکی معدنی اثاثوں میں سرمایہ کاری بڑھا رہا ہے۔

مشرق وسطی میں جاری کشیدگی نہ صرف خطہ بلکہ پوری دنیا کے لیے ایک سنگین چیلنج بن چکی ہے ایران اسرائیل اور امریکہ کے درمیان جنگ نے عالمی معیشت کو ہلاکر رکھ دیا ہے، تیل کی قیمتوں میں غیر معمولی اضافہ، ابنائے ہرمز میں غیر یقینی صورتحال اور توانائی کے بحران نے خاص طور پر ان ممالک کو شدید متاثر کیا ہے جو درآمدات پر انحصار کرتے ہیں، ہندوستان بھی انہی ممالک میں شامل ہے جہاں اس بحران کے اثرات براہ راست عوام اور معیشت پر پڑرہے ہیں، ایسے نازک وقت میں جب ملک کو واضح حکمت عملی اور شفاف پالیسی کی ضرورت ہے، پارلیمنٹ میں اس اہم مسئلے پر جامع اور سنجیدہ مباحث کا نہ ہونا کئی سوالات کو جنم دیتا ہے، حقیقت یہ ہے کہ جمہوریت میں بحث سے پالیسیاں مضبوط ہوتی ہیں، حکومت کو چاہیے تھا کہ اپوزیشن کے خدشات کو دور کرے اور مکمل مباحث کی اجازت دے، اپوزیشن جماعتوں کی جانب سے مسلسل پارلیمنٹ میں تفصیلی مباحث کا مطالبہ کیا جارہا ہے لیکن حکومت اس مسئلے پر مباحث کے لیے سنجیدہ نظر نہیں آتی، ایسے میں یہ سوال فطری ہے کہ آخر حکومت کو کس بات کا خوف ہے؟ کس چیز سے یہ حکومت ڈری اور گھبرائی ہوئی ہے؟ کیوں حکومت اہم مسائل پر بحث سے دور بھاگ رہی ہے؟ حالانکہ وزیراعظم مودی نے ۲۳ مارچ کو لوک سبھا اور ۲۴ مارچ کو راجیہ سبھا میں بیان دیا جبکہ ۲۵ مارچ کو کل جماعتی اجلاس طلب کیا گیا، اس اجلاس میں اپوزیشن نے حکومت کو بحران کے وقت تعاون کا یقین دلایا اور پارلیمنٹ میں مباحث کا مطالبہ کیا، اپوزیشن کا کہنا ہے کہ صرف بیانات اور اجلاس کافی نہیں بلکہ مکمل بحث ضروری ہے تاکہ عوامی مسائل سامنے آئے جبکہ حکومت کے مطابق وہ بحث پر نہیں بلکہ کاروائی پر توجہ مرکوز کی ہوئی ہے، اپوزیشن کا الزام ہے کہ حکومت اس لیے مباحث سے راہ فرار اختیار کررہی ہے کیونکہ اس سے خارجہ پالیسی کی کمزوریاں، معاشی دباؤ اور عوامی مسائل سامنے آئیں گے۔ جبکہ حکومت کا کہنا ہے کہ ایسے وقت میں اتحاد اور فوری اقدامات زیادہ ضروری ہیں۔ یہاں یہ ذکر بے جا نہ ہوگا کہ تیل کی بڑھتی ہوئی قیمتیں، مہنگائی، ایل پی جی کی قلت اور خلیجی ممالک میں کام کرنے والے لاکھوں ہندوستانی شہریوں کا مستقبل یہ سب ایسے مسائل ہیں جو براہ راست عام آدمی کی زندگی سے جڑے ہوئے ہیں اگر ان پر کھل کر گفتگو نہیں ہوگی تو عوامی بے چینی میں اضافہ ہونا فطری ہے، اپوزیشن کی جانب سے اس معاملے پر پارلیمنٹ میں مباحث کی درخواست کی گئی ہے اور مطالبہ کیا گیا ہے کہ مشرق وسطی میں جاری کشیدگی کے ملک پر اثرات کو پارلیمنٹ میں زیر بحث لایا جائے۔ کانگریس قائد پرینکا گاندھی نے کہا ہے کہ مودی حکومت بتائے کہ توانائی بحران سے نمٹنے کے لیے کیا منصوبہ بنایا جا رہا ہے؟ ہمارے شہریوں کو جنگ زدہ علاقوں سے محفوظ واپس لانے کے لیے کیا اقدامات کیے جارہے ہیں؟ پرینکا گاندھی نے کہا کہ ہم چاہتے ہیں کہ پارلیمنٹ میں مغربی ایشیا میں جاری جنگ پر بات چیت ہو، تجاویز پیش کی جائیں اور ممکنہ حل تلاش کیے جائیں، انہوں نے کہا کہ جیسے جیسے جنگ بڑھ رہی ہے، مسائل میں بھی اضافہ ہورہا ہے، آج شہری گیس سلنڈر کے لیے پریشان ہیں اگر یہ صورتحال برقرار رہی تو پیٹرول اور ڈیزل کی قلت بھی ممکن ہے، بلاشبہ ہنگامی حالات میں فوری فیصلے اور اقدامات ضروری ہوتے ہیں لیکن اس کا مطلب یہ نہیں کہ پارلیمانی نگرانی کو نظر انداز کر دیا جائے، خارجہ پالیسی اور معاشی حکمت عملی جیسے حساس معاملات میں شفافیت اور جوابدہی نہایت اہم ہوتی ہے، پارلیمنٹ میں مباحث نہ صرف حکومت کے فیصلوں کو مضبوط بناتے ہیں بلکہ عوام کے اعتماد میں بھی اضافہ کرتے ہیں ایسے میں اپوزیشن کا یہ مطالبہ بھی وزن رکھتا ہے کہ اس مسئلے پر تفصیلی بحث ہونی چاہیے۔

ایران کے خلاف امریکہ اور اسرائیل کے مسلط کردہ جنگ کا عرصہ ایک مہینے سے زیادہ ہو گیا ہے، یہ ایک ماہ امریکہ اور اسرائیل کی توقعات سے کافی زیادہ کہا جاسکتا ہے کیونکہ دونوں ہی جارحانہ طاقتوں کو یہ گمان تھا کہ ایران اس جنگ کو زیادہ دیر تک جھیل نہیں پائے گا، امریکہ اور اسرائیل اپنے منصوبوں اور عزائم میں کامیاب ہو جائیں گے، امریکہ ایران میں اقتدار کی تبدیلی کا خواہاں تھا اور چاہتا تھا کہ وہاں بھی اپنی کٹھ پتلی حکمرانوں کو مسلط کرتے ہوئے اپنے مقاصد کی تکمیل کی جائے۔ اسرائیل کے توسیع پسندانہ اور جارحانہ عزائم کی راہ میں حائل رکاوٹوں کو دور کیا جائے، اسرائیل نے اس جنگ کے تعلق سے امریکہ کو غلط باور کروایا تھا کہ بہت جلد مقاصد کو حاصل کرلیا جائے گا اور ایران دونوں ممالک کے حملوں کی تاب نہیں لائے گا، لیکن کسی نے بھی اس کے منفی اثرات پر غور کرنے کی ضرورت محسوس نہیں کی تھی، اس جنگ کے جو اثرات خود امریکہ اور اسرائیل پر مرتب ہونے لگے ہیں وہ ان دونوں ممالک کے لیے اور ساری دنیا کے لیے بھی غیر متوقع ہی کہے جا سکتے ہیں، ایران اس جنگ کو طوالت دینے میں کامیاب ہو گیا ہے اور اب اس کے اثرات ساری دنیا پر مرتب ہونے لگے ہیں، جس طرح ہر جنگ میں ہوتا ہے اس جنگ میں بھی صرف تباہی ہی ہاتھ آرہی ہے، اس جنگ کو جن مقاصد کے لیے امریکہ اور اسرائیل نے شروع کیا تھا وہ پورے ہوتے دکھائی نہیں دے رہے ہیں، جنگ کے جہاں مختلف پہلو رہے ہیں، وہیں اس کا سب سے زیادہ اہم پہلو اس جنگ کے معاشی نقصانات کا ہے، اس جنگ میں ساری دنیا میں معاشی انحطاط کی کیفیت پیدا ہونے کے اندیشے لاحق ہو گئے ہیں، دنیا بھر میں سرمایہ کاروں کو بھاری نقصانات کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے اور اس کے نتیجے میں عام آدمی متاثر ہورہا ہے، جس وقت سے جنگ چھڑی ہے، اس وقت سے دنیا بھر میں اتھل پتھل مچی ہوئی ہے، خود امریکہ میں اسٹاک مارکیٹس پر جو منفی اثرات ہوئے ہیں، ان کے نتیجے میں پانچ ٹریلین ڈالرز کا سرمایہ کاروں کو نقصان ہو چکا ہے، اسی طرح تیل کی قیمتوں میں بھی بھاری اضافہ ہو گیا ہے، چند ہی ممالک ایسے ہوں گے جو اس جنگ کے اثرات سے تاحال محفوظ رہ پائے ہوں، یہ حالات صرف امریکہ تک محدود نہیں ہے، دنیا کے کئی ایسے ممالک ہیں جو معاشی نقصانات سے دوچار ہورہے ہیں، اسرائیل وامریکہ کے جارحانہ اور توسیع پسندانہ عزائم کا یہ سلسلہ ایسا لگتا ہے کہ مزید دراز ہوجائے گا، امریکہ کے سکریٹری آف اسٹیٹ مارکو روبیو نے کہا ہے کہ جنگ چند مہینے نہیں بلکہ چند ہفتے مزید چل سکتی ہے، تاہم دوسری جانب امریکی نائب صدر جے ڈی ون سن وزیراعظم اسرائیل بنجامن نتن یاہو سے فون پر بات کرتے ہوئے امریکہ کو خاص طور پر صدر ڈونالڈ ٹرمپ کو اس جنگ کے تعلق سے گمراہ کرنے کا الزام عائد کیا ہے، ان پر برہمی کا اظہار کرتے ہوئے کہا ہے کہ انہوں نے جنگ کے تعلق سے جو امکانات ظاہر کیے تھے وہ قطعی پورے نہیں ہوئے، اس طرح یہ اشارے بہت واضح ہونے لگے ہیں کہ یہ جنگ مزید کچھ ہفتے چل سکتی ہے، یہ بھی امریکی قیاس ہے، ہو سکتا ہے کہ جنگ اس سے بھی زیادہ وقت تک طوالت اختیار کر جائے، ابھی صرف ابتدائی ایک ماہ میں ہی جو نقصانات ہوئے ہیں وہ ناقابل بیان کہے جاسکتے ہیں، ساری دنیا میں اسٹاک مارکیٹ میں گراوٹ درج کی گئی ہے اور اس کے نتیجے میں سرمایہ کار اپنے لاکھوں کروڑ روپیوں سے محروم ہو گئے ہیں، گیس کی قلت، دنیا کے کئی ممالک میں پیدا ہو گئی ہے، گیس کی قلت کے نتیجے میں کمرشیل اور تجارتی سرگرمیوں پر منفی اثرات مرتب ہوئے ہیں، اس کے علاوہ عالمی منڈی میں تیل کی قیمتوں میں اضافہ درج کیا جارہا ہے، یہ اضافہ بتدریج عوام پر بھی منتقل کیا جائے گا، معیشتوں پر منفی اثرات کے نتیجے میں روزگار متاثر ہونے کے اندیشے لاحق ہو گئے ہیں، مینوفیکچرنگ کا شعبہ بھی اس کے منفی اثرات سے محفوظ رہنے کا امکان نہیں ہے، اشیائے ضروریہ کی قیمتوں پر بھی جنگ کے اثرات مرتب ہونے کے اندیشے بھی بے بنیاد نہیں ہیں، بحیثیت مجموعی گزشتہ ایک مہینے کی جنگ نے ساری دنیا کی معیشت کو ہلا کر رکھ دیا ہے، مزید چند ہفتے اگر جنگ جاری رہتی ہے تو حالات انتہائی بدتر اور قابو سے باہر ہو جائیں گے، ابھی تک کے جو اثرات ہیں ان کو بہتر بنانے میں طویل وقت درکار ہوگا، جنگ جتنی زیادہ طویل ہوگی، نقصانات اتنے ہی زیادہ ہوں گے اور اس کے نتیجے میں جنگ کے نقصانات کی پابجائی کا عمل بھی اتنا ہی مشکل اور طویل ہو جائے گا۔ اسرائیل وامریکہ کی حمایت کی قیمت ساری دنیا چکانے پر مجبور ہورہی ہے، ایسے میں دنیا کے تمام صحیح الفکر ممالک کو آگے آتے ہوئے امریکہ پر اثرانداز ہونا چاہیے، تاکہ اس جنگ کو ختم کیا جاسکے، دنیا میں بہت ساری جنگیں ہوئی ہیں ماضی میں بھی ہوئی ہیں لیکن اب تک جنگ سے کیا حاصل ہوا ہے؟ جنگ تو خود مسئلے پیدا کرتی ہے وہ مسئلوں کا حل بالکل نہیں ہے، یہ بھی حقیقت ہے کہ عالمی سطح پر بدلتی ہوئی صف بندیوں کے درمیان ہندوستان کی خارجہ پالیسی ایک نازک مرحلے سے گزررہی ہے، ایک طرف امریکہ اور اسرائیل کے ساتھ تعلقات ہیں تو دوسری طرف ایران اور خلیجی ممالک کے ساتھ اقتصادی مفادات وابستہ ہیں، ایسے میں توازن برقرار رکھنا ایک بڑا چیلنج ہے اور اس پر قومی سطح پر اتفاق رائے پیدا کرنا وقت کی اہم ضرورت ہے، موجودہ حالات میں حکومت کو چاہیے کہ وہ پارلیمنٹ میں مکمل مباحث کرائے اور اپوزیشن کے سوالات کا جواب دے، اس سے نہ صرف جمہوری عمل مضبوط ہوگا بلکہ ملک کو درپیش چیلنجز سے نمٹنے کے لیے ایک متحد حکمت عملی بھی سامنے آئے گی، کیونکہ مضبوط جمہوریت وہی ہوتی ہے جہاں اختلاف رائے کو دبایا نہیں جاتا بلکہ اسے سن کر بہتر فیصلے کیے جاتے ہیں، مشرق وسطی کا جاریہ بحران وقتی محسوس نہیں ہوتا، اس کے اثرات طویل عرصے تک محسوس کیے جاسکتے ہیں، ایسے میں شفاف مباحث اور مشترکہ حکمت عملی ہی وہ راستہ ہے جس سے ملک اس مشکل وقت کا بہتر طور پر مقابلہ کر سکتا ہے۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ معاشی شعبے میں جو اتھل پتھل چل رہی ہے اس کو قابو میں کرنے کے لیے فوری طور پر اقدامات کیے جائیں، صورتحال قابو سے پوری طرح باہر ہونے سے قبل اس پر توجہ کرتے ہوئے حالات کو معمول پر لانے اور اسکو مستحکم بنانے پر توجہ کرنے کی ضرورت ہے، ایسے حالات کو زیادہ دیر تک ان دیکھا نہیں کیا جاسکتا اور نہ ہی خاموشی اختیار کرتے ہوئے حالات کو بہتر بنایا جاسکتا ہے اس معاملے میں فوری اقدامات ضروری ہیں۔ بیرونی سرمایہ کار اداروں میں اعتماد برقرار رکھنے اور ڈالر کے مقابلے میں روپیے کی گھٹتی ہوئی قدر کو روکنے پر بھی خصوصی توجہ دی جانی چاہیے اور اس بات کو یقینی بنانے کے لیے فوری طور پر اقدامات کیے جانے چاہیے کہ عام آدمی کو اس کے اثرات سے ممکنہ حد تک محفوظ رکھا جاسکے، دیگر امور سے زیادہ ان حالات کو بہتر بنانے پر حکومت کو توجہ کرنی چاہیے، معاشی شعبے کا عدم استحکام سارے ملک پر اثرانداز ہوسکتا ہے اور عام آدمی کی زندگی مزید مشکلات کا شکار ہوسکتی ہے، حکومت کو اس معاملے میں حالات قابو سے باہر ہونے سے پہلے حرکت میں آتے ہوئے مؤثر اور جامع اقدامات کرنے کی ضرورت ہے تاکہ ملک کو کسی بڑے بحران سے بچایا جاسکے۔

(مضمون نگار معروف صحافی، سیاسی تجزیہ نگار اور اسلامی اسکالر ہیں)

sarfarazahmedqasmi@gmail.com

ناشر: علما فاؤنڈیشن، نیپال

نیند اللہ کی امان میں ایک رات

ابو خالد قاسمی

استاذ جامعہ اسلامیہ گلزار قرآنیہ غازی آباد

انسان جب رات کو بستر پر لیٹتا ہے تو بظاہر سب کچھ ساکت ہو جاتا ہے۔ آنکھیں بند، جسم بے حرکت، دنیا سے رابطہ منقطع۔
مگر حقیقت اس کے بالکل برعکس ہے۔
آپ سو رہے ہوتے ہیں... مگر آپ کا وجود جاگ رہا ہوتا ہے۔
دل مسلسل دھڑک رہا ہے سانسیں باقاعدگی سے چل رہی ہیں... اور دماغ ایک چوکس محافظ کی طرح ہر آواز، ہر حرکت پر نظر رکھے ہوئے ہے۔
اگر ذرا سی آہٹ ہو... تو آپ فوراً بیدار ہو جاتے ہیں۔
سائنس اسے "Body's Automatic System" کہتی ہے...
لیکن سوال یہ ہے:
یہ نظام خود بخود کیسے چلتا ہے؟
کون ہے جو اس خاموش نگرانی کو برقرار رکھے ہوئے ہے؟
یہ وہ مقام ہے جہاں سوچ انسان کو مادّہ سے اٹھا کر حقیقت کی طرف لے جاتی ہے۔
اللہ ارشاد ہے: وَهُوَ الَّذِي يَتَوَفَّاكُم بِاللَّيْلِ.
اور وہی ہے جو رات کو تمہیں (گویا) موت دے دیتا ہے... (سورۃ الأنعام: ۶۰)
یعنی نیند صرف آرام نہیں... جیسا کہ ارشاد ہے: وجعلنا نومكم سباتا۔ (سورہ نبا)
ترجمہ: اور ہم نے نیند کو تکلیف دور کرنے والی بنایا۔ بلکہ اس کے ساتھ ساتھ یہ ایک عارضی موت بھی ہے۔
اور دوسری جگہ فرمایا: اللَّهُ يَتَوَفَّى الْأَنفُسَ حِينَ مَوْتِهَا وَالَّتِي لَمْ تَمُتْ فِي مَنَامِهَا...
اللہ ہی روحوں کو قبض کرتا ہے، موت کے وقت بھی اور نیند کے وقت بھی۔ (زمر: ۴۲)
ہر رات جب آپ سوتے ہیں... تو دراصل آپ اپنی روح اللہ کے سپرد کر دیتے ہیں۔
اور ہر صبح... جب آپ کی آنکھ کھلتی ہے... تو یہ صرف ایک معمول نہیں ہوتا، یہ زندگی کا دوبارہ عطا کیا جانا ہوتا ہے۔
ذرا رک کر سوچیں، کتنے لوگ کل رات سوئے تھے... مگر آج بیدار نہیں ہوئے۔
آپ کو ایک اور دن ملا ہے، یہ اللہ کی رحمت ہے۔
نبی کریم ﷺ جب نیند سے بیدار ہوتے تو فرماتے: الحمد لله الذي أحيانا بعدما أماتنا وإليه النشور.
(تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جس نے ہمیں موت کے بعد زندہ کیا، اور اسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے)
یہ دعا ئی زندگی ملنے پر شکرانے کے طور پر تھی۔
آج کی رات ایک لمحہ رک کر سوچیں... کیا ہم نے آج کا دن اللہ کی مرضی کے مطابق گزارا؟
اگر آج ہماری آنکھ نہ کھلے... تو کیا ہم تیار ہیں؟
یہ سوچ خوف کے لیے نہیں، یہ اصلاح کے لیے ہے، کیونکہ حقیقت یہ ہے: ہم صرف سوتے نہیں، ہم ہر رات اللہ کی امان میں چلے جاتے ہیں، اور ہر صبح... ہمیں ایک اور موقع دیا جاتا ہے، خود کو بہتر بنانے کا، اللہ کے قریب ہونے کا، اور اپنی زندگی کو درست کرنے کا۔
تو آج جب آپ سونے جائیں صرف ایک لمحہ رکیں... اور دل سے کہیں: یا اللہ! میں خود کو تیرے حوالے کرتا ہوں... اگر صبح اٹھوں تو مجھے بہتر انسان بنا دینا... اور اگر نہ اٹھوں... تو مجھے معاف فرما دینا...
کیونکہ سچ یہی ہے... آپ کبھی بھی اکیلے نہیں سوتے، بلکہ آپ کے ساتھ آپ کی زندگی بھی سو جاتی ہے۔
اللہ تعالیٰ ہم سب کو بہترین نیک زندگی عطا فرمائے۔ گناہوں سے بچائے، ہر نعمت پر شکر گزار ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

فریضۂ اصلاح و فلاح اور اعلیٰ حضرت کی خدمات

غلام مصطفیٰ رضوی

نوری مشن مالیگاؤں

ہندوستان کی سرزمین پر عہد اکبری میں "دین متین" کے مقابل "دین الٰہی" کا خود ساختہ فتنہ اُٹھا، توحید باری سے متعلق بہت سے خیالات گڑھ لیے گئے اور کھلم کھلا شریعت کے احکام کی بے حرمتی کی گئی- علماے سو کا طبقہ صاحبانِ اقتدار کی مدح سرائی میں گم تھا اور شعارِ شرکیہ بھی پھیلائے جا رہے تھے، اس وقت جب کہ حق کہنا قابلِ گردن زدنی جرم تھا- امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی نے آوازِ حق بلند کی اور اصلاح کا فریضہ انجام دے کر فتنوں کا خاتمہ کیا۔

گردن نہ جھکی جس کی جہانگیر کے آگے
جس کے نفسِ گرم سے ہے گرمیِ احرار

اسی ہند میں چودھویں صدی ہجری میں انگریزوں کی سازشوں کے نتیجے میں؛ ان کے تیار کردہ افراد اسلامی لبادہ زیب تن کر کے ملتِ اسلامیہ میں انتشار و افتراق کا زہر گھول رہے تھے۔ فتنوں کی اِک بھیڑ تھی۔ ایسی کتابیں لکھی اور چھاپی جا رہی تھیں جن میں اللہ و رسول عزوجل وصلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں سخت اہانت و گستاخی کی گئیں۔ پھر اسی پر بس نہیں بلکہ انھیں عقیدہ جان کر ان کی تشہیر بھی کی گئی، قادیانیت کا الگ زور تھا، اس دور میں عقیدہ وایمان کی اصلاح کے لیے اللہ رب العزت نے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی کو منصبِ تجدید و اصلاح پر فائز کیا۔
تجدید و اصلاح کی ضرورت و اہمیت سے متعلق پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد لکھتے ہیں:
دُنیا اچھی بری چیزوں سے بھری پڑی ہے، زندگی بہت مختصر ہے، انتظار نہیں کر سکتی، آن کی آن میں اچھی چیزوں کی اچھائی اور بری چیزوں کی برائی کا اندازہ لگانا عقل کے بس کی بات نہیں، وہ بینائی سے محروم ہے اور تجربوں کی محتاج ہے، اللہ تعالیٰ نے اپنے مجبور بندوں پر کرم فرمایا ۔انبیا علیہم السلام کو بھیجا، آخر میں حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مبعوث فرمایا، اور وحی نے اس مشکل کو ہمیشہ ہمیشہ کے لیے آسان کر دیا اور وہی آسان کر سکتی تھی، پھر قرآن و سنّت کا پیغام پہنچانے والے پیغام پہنچاتے رہے، اچھی اور بری چیزوں کو بتاتے رہے اور اللہ کے بندوں کی رہنمائی کرتے رہے۔ انھیں رہنماؤں میں امام احمد رضا خاں محدث بریلوی (م ۱۳۴۰ھ/۱۹۲۱ء) کی شخصیت نہایت ممتاز ہے-" (خوب و ناخوب، نوری مشن مالیگاؤں، ص ۲)
امام احمد رضا نے جہاں عقیدہ و ایمان کی حفاظت کی؛ وہیں معاشرے میں پھیل رہی برائیوں کا سدِ باب کیا۔ عہد امام احمد رضا میں متعدد دُرخ سے اسلامی معاشرے کو پراگندہ کیا جا رہا تھا۔ مثلاً:
(۱) ہندوؤں سے اتحاد کی سازش رچی گئی، اس کے ذریعہ ان کے شعار مسلمانوں میں عام کیے جا رہے تھے ان کے مراسم میں مسلمانوں کو قصداً شریک کیا جا رہا تھا-
(۲) ایسے افراد جو شریعت سے تعلق نہیں رکھتے تھے، احکام شرعیہ کے پابند نہیں تھے خود کو صاحبِ طریقت قرار دے کر گمرہی پھیلا رہے تھے اور تصوف کو بدنام و داغدار کر رہے تھے۔
(۳) عوام میں طرح طرح کے اوہام و نظریات باطلہ پائے جاتے تھے۔
(۴) سجدۂ تعظیمی کو جائز قرار دے دیا گیا تھا اور ایک مشہور خانقاہ کے والیان نے تو اسے رواج دے رکھا تھا۔
(۵) محرم اور اعراس میں غیر شرعی کام انجام دیے جاتے اور انھیں جائز تصور کیا جاتا، مزامیر (آلاتِ موسیقی) کے ساتھ قوالیوں کا عام رواج تھا۔
امام احمد رضا نے ان تمام امور کی بیخ کنی فرمائی۔ ہر ہر موضوع پر مستقل کتاب تصنیف کی۔ ایسی تمام تصانیف مطبوعہ ہیں؛ یوں ہی بعض کتابوں کے عربی میں ترجمے بھی ہو چکے ہیں اور اشاعت بھی؛ آپ کی خدمات کا نمایاں باب اصلاح ہے۔ جس پر سیکڑوں کتابیں شاہد عدل ہیں، آپ نے بدعات و منکرات کے سدِ باب میں اپنے قلم سے بھرپور کام لے کر کتنے ہی فتنوں کا قلع قمع کیا اور ایک صالح اسلامی معاشرہ تشکیل دیا۔
آپ نے مشرکین سے ایسے اتحاد کو غلط قرار دیا جس میں دینی حمیت جاتی رہے، ایک صدی قبل جب کہ انگریز کے خلاف تحریک میں مشرکین سے اتحاد کیا جا رہا تھا؛ مراسم شرکیہ دھڑلے سے کیے جا رہے تھے، امام احمد رضا نے انگریز کے ساتھ ساتھ مشرکین سے اتحاد کی بھی مخالفت کی اور سچا پکا بندۂ مومن بننے کی تلقین کی۔ مراسم شرکیہ کے خلاف بکثرت فتاوے صادر فرمائے، مشرکین کی بیسیوں سازشوں سے باخبر کیا، اس پہلو سے ان کی درجنوں کتابیں موجود ہیں۔
غرض یہ کہ آپ نے عوام کی بھی اصلاح کی اور خواص کی بھی، علما و مشائخ اور صوفیا کی بھی۔ شریعت سے راہ فرار اختیار کرنے والوں کی خبر لی۔ غیر شرعی رسومات کے خلاف کتاب و سنت کے دلائل سے آراستہ کتابیں تصنیف کیں اور رہِ سنت اجاگر کی؛ آپ کی خدمات دین کے استحکام کے لیے بڑی معنویت رکھتی ہیں-اس تناظر میں مشہور دانش ور کوثر نیازی نے اعتراف حقیقت میں بڑی اہم بات لکھی:
> میں نے جو آپ کو امام ابو حنیفہ ثانی کہا ہے وہ صرف محبت یا عقیدت میں نہیں کہا بلکہ "فتاویٰ رضویہ" کا مطالعہ کرنے کے بعد یہ بات کہہ رہا ہوں کہ آپ اس دور کے ابو حنیفہ ہیں۔ آپ کے فتاویٰ میں مختلف علوم و فنون پر جو بحثیں کی گئی ہیں ان کو پڑھ کر بڑے بڑے علما کی عقل دنگ رہ جاتی ہے۔
(امام احمد رضا ایک ہمہ جہت شخصیت، رضا اسلامک مشن بنارس)

سیمانچل کے دینی تعلیم کا نظام: تنقیدی جائزہ اور اصلاحی تجاویز

شہروز مخفی

علم ایک نور ہے، اس کی عظمت بلا تفریق مذہب وملت مسلم ہے -اسلام میں اس کی عظمت کا نشان آفاقی ہے-قرآن کریم نے تو شرافت وفضیلت کا معیار ہی علم کو مقرر فرما دیا ہے- جو جتنا علم رکھے گا اس کو اسی حساب سے درجوں بلندی ملے گی-
اس مسلمہ حقیقت کے بعد اب اگر ہم سیمانچل کے علمی معیار کی پیمائی کریں تو ملک ہندوستان کے دیگر صوبہ جات تو کجا، خود اپنی ریاست بہار کے دوسرے اضلاع کی بہ نسبت شرح خواندگی میں بھاری کمی پائی جاتی ہے-واضح رہے کہ علم، خالص علم ہوتا ہے، اسے صرف موضوعات کی وجہ سے دینی وعصری خانوں میں نہیں بانٹا جا سکتا، مگر زمانہ نے علم کو دو خانوں میں منقسم کر دیا ہے ,ایک عصری جس میں ریاضی, سائنس اور ٹیکنالوجی وغیرہ کی تعلیم ہوتی ہے اور دوسرا دینی جس میں صرف دین و مذہب کی باتیں ہوتی ہیں-جب کہ ماہرین اسلامیات کا ماننا ہے کہ اگر کوئی رات دن دینیات پڑھے پڑھائے اور اس کا مقصد اس سے جاہ وجمال اور مال ومنال ہو تو وہ دنیاوی ہے دینی نہیں -اس کے برعکس کوئی وکالت جیسی بظاہر منحوس تعلیم حاصل کر کے دین اور اہل دین کا دفاع چاہتا ہو، تو وہ دین دار کہلائے گا-
اس لیے ہمیں عصری اور دینی دونوں کے نظام تعلیم پر غور وفکر کرنے کی ضرورت ہے-ہمیں یہ دیکھنا ہو گا اسیمانچل کے عصری اداروں میں دینی تعلیم کا کیا نظم ہے؟ اور یہاں کے دینی مدارس کا تعلیمی نظام کیسا ہے؟ اگر ہم عصری اداروں میں دینی تعلیم کی بات کریں تو یاد رہے کہ یہاں دینی تعلیم سے مراد صرف ناظرۂ قرآن کریم اور طریقۂ نماز سکھا دینا نہیں ہے ،بلکہ اسلامیات کا قدر معتدبہ علم طلبہ کو انا چاہیے-ناچیز کی نظر میں اس کے لیے درجہ ہشتم تک درج ذیل کتابیں نصاب میں داخل کی جا سکتی ہیں-
(۱) ہمارا اسلام (کامل):- از مفتی محمد خلیل خان برکاتی مارہ روی (۲) رسول مختار :-از مولانا اختر حسین فیضی مصباحی (۳) سیرت خلفائے راشدین:- از مولانا اختر حسین فیضی مصباحی (۴) انوار شریعت از مفتی محمد جلال الدین امجدی چونکہ درجہ نہم و دہم میں بورڈ کے امتحانات کا خاصہ دباؤ طلبہ کے ذہن و دماغ پر چھایا رہتا ہے ،اس لیے درجہ ہشتم کی تکمیل تک روزانہ کے نظام الاوقات میں حسب ضرورت ایک ,دو گھنٹی کا اضافہ کر دینے سے یہ کتابیں تکمیل کو پہنچ سکتی ہیں, اور طلبہ اچھا خاصا دینی تعلیم پا کر خوشی محسوس کر سکتے ہیں-
رہے سیمانچل کے مدارس اسلامیہ تو انتظامی لحاظ سے یہ دو حصوں میں بٹے ہوئے نظر آتے ہیں- ایک ایسے مدارس جن کا انتظام وانصرام حکومت بہار کے ذمہ ہے یہاں کی زبان میں انہیں سرکاری مدرسہ بھی کہا جاتا ہے ان اداروں کے اساتذہ کی خاطر خواہ تنخواہ ماہ بہ ماہ حکومت ادا کرتی ہے- وہ اساتذہ فارغ البال ہیں-
ان اداروں کا تعلیمی نظام ننانوے فیصد (۹۹٪) منفی ہے- حسن ظن کی بنیاد پر صرف ایک فیصد مثبت مانا جا سکتا ہے-ان مدارس میں تعلیمی زوال کے اول مجرم وہاں کے اساتذہ پھر انتظامیہ کمیٹی اور پھر افسران وقت ہیں ،ان مدارس میں نظام تعلیم کیسا ہو؟
اس پر گفتگو کرنے سے قبل یہ طے کرنا ہو گا کہ ان میں تعلیم کیسے ہو؟ جہاں تعلیم ہی نہ ہو وہاں ہم کس نظام کے نفاذ کی بات کریں؟ بہر کیف! تعلیم اور نظام تعلیم دونوں کو ان مدارس میں کیسے بحال کیا جائے؟ اس کا ٹھوس جواب, جس پر عمل بھی ممکن ہو, ایسے اداروں کے اساتذہ ہی دے سکتے ہیں-ناچیز ایک تجرباتی رائے دے سکتا ہے, کہ ان اداروں میں ہاسٹل کا انتظام کر کے دو تین پرائیویٹ اساتذہ بحال کر دیے جائیں, تاکہ کم از کم ناظرہ, حفظ وقرأت کی تعلیم عمدہ طریقے سے دی جا سکے-اس کی ایک نظیر ہمارے گانو موہنا کا مدرسہ عظیمیہ قمر العلوم ہے -وہاں باضابطہ دار الاقامہ قائم فرما کر دو اساتذہ پرائیویٹ سے رکھ لئے گئے ہیں اور بحمدہ تعالی حفظ و ناظرہ کی عمدہ تعلیم ہوتی چلی آ رہی ہے-مگر یہ کام اہل محلہ کی رضامندی اور محلہ کے باثر لوگوں کی قیادت میں ہی مستحکم ہو گا-
نجی مدارس:- یہاں نجی سے مراد غیر سرکاری ہے, سیمانچل میں اس طرح کے مدارس تین قسم کے پائے جاتے ہیں
(۱) جہاں درجات مولویت تک کی تعلیم ہوتی ہے درجہ ثالثہ, رابعہ تک کی تعلیم کا پورا انتظام ہے, ان کا تعلیمی نظام درس نظامی کے اصولوں پر چل رہا ہے , صرف ان اصولوں کو کاربند بنانے کی ضرورت ہے ،تاکہ طلبہ کا میلان ان مدارس کی طرف بڑھے-اگر ملک کے بڑے مدارس جیسے جامعہ اشرفیہ مبارک پور ,جامعہ امجدیہ رضویہ گھوسی, جامعۃ الرضا بریلی شریف, جامع اشرف کچھوچھہ مقدسہ وغیرہ سے ان مدارس کا معادلہ کرا دیا جائے کہ یہاں کے درجے ثالثہ ،رابعہ کے طلبہ کا ششماہی اور سالانہ امتحان ان بڑے مدارس کے اساتذہ کی نگرانی میں کروا کر، براہ راست ان طلبہ کا داخلہ بڑے مدارس میں ہو جائے ،تو طلبہ میں ان مدارس کی کشش بڑھ سکتی ہے-
(۲) دوسری قسم کے مدارس وہ ہیں جہاں صرف ناظرہ اور دو چار بچے حفظ کی تعلیم حاصل کرتے ہیں ان کا نظام تعلیم بھی ناگفتہ بہ ہے- ناظرہ کے بچے پورے چوبیس گھنٹے میں صرف ایک عربی اور ایک اردو کی کتاب پڑھتے ہیں، وہ بھی جیسے تیسے - یہ ان معصوم بچوں کے مستقبل کے ساتھ کھلواڑ ہے-ناچیز کی رائے میں ان مدارس میں بھی اسکولی طرز پر درجہ اول سے درجہ پنجم تک ایک نصاب متعین کیا جانا چاہیے-ششماہی وسالانہ امتحان اور پاس وفیل کا نظم ہو نصاب میں دینی مقاصد کو ترجیح دے کر اپنے حساب سے تیار کریں اور باضابطہ گھنٹی بہ گھنٹی اور درجہ بدرجہ تعلیم ہو تو مثبت نتائج کی امید کی جا سکتی ہے-
(۳) اس وقت سیمانچل میں مدرسۃ البنات بھی خاصی تعداد میں چل رہے ہیں-لڑکیوں کے مدرسہ کا گو مجھے کوئی تجربہ نہیں، مگر اس میں کوئی شک نہیں کہ مدرسۃ البنات کو عام مدارس کے نظام تعلیم سے الگ کرنا ہو گا-ان کے نصاب میں سہل پسندی کو ترجیح دے دی جائے- قافیہ وشرح جامی جیسی کتابیں نہ پڑھا کر صرف و نحو کی ابتدائی قواعد پڑھا کر، قرآن و حدیث اور فقہ کی طرف متوجہ کیا جائے، ان کی اردو کو مضبوط کرا کر اسلامیات کی اردو کتابیں پڑھا کر بھی انہیں میدان عمل میں اتارا جا سکتا ہے۔

ایک اچھے مضمون-آرٹیکل-کی خصوصیات

خلیل احمد فیضانی

استاذ: دار العلوم فیضان اشرف باسنی

عمدہ، شگفتہ، سلیس اور ایک قابلِ مطالعہ مضمون مسلسل جدوجہد، پیہم ممارست اور ایک لمبے عرصے تک اس فن سے وابستگی کے بعد ہی ممکن ہے تاہم اچھے مضمون میں درج ذیل خوبیاں ہونی چاہئیں:
(۱) ادبی چاشنی اور خوبصورتی کے ساتھ ساتھ سلاست، برجستگی، روانی اور وضاحت بے حد ضروری ہیں۔
(۲) ایک اچھا مضمون اختصار و جامعیت کا حسین امتزاج ہوتا ہے۔ یعن ایک اچھا مضمون بار خاطر بن جانے والے طول اور اظہار بیان سے قاصر رہ جانے والے اختصار ہر دو سے مبرا ہونا چاہیے۔"
(۳) مضمون میں مقصدیت، اور حقیقت پسندی کو ضرور ملحوظ خاطر رکھا جانا چاہیے۔
(۴) مضمون اپنے اندر تحقیق، مواد، عالمانہ وقار، سنجیدہ و باربط واقعات اور موزوں دلائل لئے ہوئے ہونا چاہیے۔
(۵) بے جا تنقید سے پرہیز بھی بے حد ضروری ہے۔ اگر کہیں تنقید ضروری ہو تو سنجیدگی کے ساتھ کریں، درشت الفاظ اور دل خراش جملوں سے اجتناب لازم ہے۔
(۶) ہمیں چاہیے کہ اپنے قلم کو اسلام کی خدمت کے لئے وقف کر دیں۔ مضمون نگار کا کوئی لفظ کوئی جملہ قومی و ملی جذبات کو مجروح کرنے والا نہ ہو۔
(۷) اسی طرح متنازع فیہ اور متشدد باتوں سے پرہیز بے حد ضروری ہے مگر یہ کہ جہاں ضرورت ہو۔
(۹) اچھے مضمون میں رموز اوقاف اور اعراب کا حتی المقدور خیال رکھا جاتا ہے۔ تاکہ پڑھنے والے کے لئے مطالعہ میں آسانی ہو اور وہ بات کو صحیح طور پر سمجھ سکے۔
(۱۰) مضمون میں مخففات اور مبہم تراکیب کے استعمال سے پرہیز لازم ہے جان بوجھ کر انگریزی کے الفاظ اور محاورات کا استعمال بھی موزوں نہیں ہے۔
(۱۱) ایک اچھے مضمون کی سب سے اہم خوبی یہ ہے کہ وہ مناسب اور معیاری طوالت لئے ہوئے ہوتا ہے۔ نہ اس قدر طول طویل کہ مقالے کی صورت اختیار کر لے اور نہ ہی اس قدر مختصر کہ وضاحت سے عاری ہو۔ کچھ لوگ فضول واقعات، غیر ضروری مباحث اور غیر متعلقہ باتیں لکھ کر مضمون کی طوالت میں اضافہ کرنے کی کوشش کر رہے ہوتے ہیں، ایسا کرنا قارئین کو بے زار اور بد ظن کرنے کے مترادف ہوتا ہے۔
(۱۲) مضمون افراط و تفریط سے پاک ہونا چاہیے۔ کسی اہم شے کی قدر و قیمت کو بالکل نظر انداز نہیں کرنا چاہیے اور نہ ہی کسی معمولی سی شے کو بڑھا چڑھا کر پیش کیا جانا چاہیے ہر شے اپنے مقام پر ہی خوبصورت دکھائی دیتی ہے۔ کوئی بھی جملہ یا پیرا :"وضع الشی علی غیر محلہ ظلم" کا مصداق نہیں بننا چاہیے۔

میاں

معظم ارزاں شاہی
دوست پوری
سلطان پور (یوپی)

ایسا چھایا ہے کچھ سرور میاں
کوئی نزدیک ہے نہ دور میاں
تم بھلا کیا ہو؟ اور تمہارا کیا؟
اتنا کاہے کا ہے طرح غرور میاں
نفس کو کر لیا جو قابو میں
کرلیا تم نے سب عبور میاں
رہنمائی جو ہر قدم پہ کرے
علم کا نور ہے وہ نور میاں
بات سنتے نہیں بزرگوں کی
تم سزا پاؤ گے ضرور میاں
نشۂ رہبری ہے ان پہ چڑھا
جو نہیں رکھتے کچھ شعور میں
قول اور فعل میں ہے ضد جن کے
وہ بنے بیٹھے ہیں حضور میاں
دل گدھی پر ہی جس کا آجائے
واسطے کیا ہے اس کے حور میں
آپسی رنجشوں کے چکر میں
کیوں بناتے ہو گھر کو گھور میاں
بات سچی کہی معظم نے
روٹھ جاؤ تو کیا قصور میں

Published By: Ulama Foundation Nepal, Bhairahwa, Rupandehi Lumbini Pradesh Nepal, Reg: 372860
Email:- weeklynepalurdutimes@gmail.com, Web site: www.nepalurdutimes.com, Contact:- +91 8795979383, +977 9817619786, +9779821442810

مذہبی تہوار، سیاسی مفادات اور معاشرتی تصادم!

(حافظ)افتخاراحمدقادری

برصغیر کی سرزمین صدیوں سے تہذیبی رنگارنگی، مذہبی رواداری اور مشترکہ سماجی اقدار کا ایک حسین گہوارہ رہی ہے جہاں مختلف مذاہب کے ماننے والے نہ صرف ایک دوسرے کے ساتھ رہتے آئے بلکہ ایک دوسرے کی خوشیوں اور غموں میں شریک ہو کر انسانی اخوت کی ایک لازوال مثال قائم کرتے رہے۔ مگر عہدِ حاضر میں جس تیزی کے ساتھ سماجی رویے بدل رہے ہیں اور جس انداز میں مذہبی شناخت کو سیاسی بیانیے کا حصہ بنایا جارہاہے اس نے اس ہم آہنگی کو شدید خطرات سے دوچار کردیاہے۔ آج کے سیاسی منظرنامے میں مذہب ایک روحانی یا انفرادی عقیدے کا معاملہ نہیں رہا بلکہ وہ ایک ایسا آلہ بن چکا ہے جس کے ذریعے جذبات کو بھڑکایا جاتاہے، صف بندیاں کی جاتی ہیں اور طاقت کا اظہار کیا جاتاہے۔ یہی وہ پس منظر ہے جس میں مذہبی تہوار جو کبھی امن و محبت کے پیامبر ہوا کرتے تھے اب بعض اوقات تصادم، کشیدگی اور بداعتمادی کی علامت بنتے جارہے ہیں۔

مغربی بنگال کے ضلع مرشد آباد میں رام نومی کے جلوس کے دوران پیش آنے والا حالیہ واقعہ اسی بدلتے ہوئے سماجی وسیاسی مزاج کی ایک تلخ مثال ہے۔ پھول بازار کے علاقے میں ایک معمولی سا واقعہ یعنی ایک جھنڈے کو ہٹانے کی ویڈیو دیکھتے ہی دیکھتے ایک بڑے ہنگامے میں تبدیل ہوگیا۔ مشتعل ہجوم نے کئی دکانوں کو آگ کے حوالے کر دیا، دونوں فریقوں کے درمیان شدید پتھراؤ ہوااور حالات اس قدر بگڑ گئے کہ پولیس کو لاٹھی چارج کرناپڑا۔

کشیدگی کی شدت کااندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ مرکزی نیم فوجی دستوں کو علاقے میں تعینات کرناپڑاجو کسی بھی صورت حال کی سنگینی کا واضح اشارہ ہوتاہے۔

اطلاعات کے مطابق تنازعہ کی ابتدار گھوناتھ گنج فلتلا ٹریفک موڑ پر ہوئی جہاں کچھ افراد نے ایک ہورڈنگ پر نصب زعفرانی جھنڈا ہٹا دیا۔ اس کے بعد الزام تراشیوں اوراشتعال انگیزی کاایک سلسلہ شروع ہوااور کہا گیاکہ جلوس میں شامل بعض افراد نے دوسرے فرقے کے جھنڈے کو ہٹانے کی کوشش کی جس سے فضامزید کشیدہ ہوگئی۔

یہ واقعہ اس حقیقت کو عیاں کرتا ہے کہ جب معاشرہ پہلے ہی ذہنی طور پر تقسیم ہوچکا ہو تو ایک چھوٹا سا عمل بھی بڑے فساد کا پیش خیمہ بن جاتا ہے۔ یہ سوال اپنی جگہ نہایت اہم ہے کہ آخر مذہبی تہوار جو خوشی، عقیدت اور روحانیت کا مظہر ہوتے ہیں وہ فساد اور تصادم کا سبب کیوں بن جاتے ہیں؟ اس کا جواب ایک واقعے میں نہیں بلکہ ایک طویل سماجی وسیاسی اور نفسیاتی عمل میں پوشیدہ ہے۔ سب سے پہلی بات یہ ہے کہ جب مذہب کو سیاست کے ساتھ جوڑ دیا جاتاہے تواس کی اصل روح متاثر ہوتی ہے۔ مذہبی جلوس جو دراصل عقیدت کے اظہار کا ذریعہ ہوتے ہیں بعض حلقوں میں طاقت کے مظاہرے کاذریعہ بن جاتے ہیں۔

جلوسوں کی وسعت، نعروں کی شدت اور راستوں کاانتخاب ایک غیر اعلانیہ مقابلہ آرائی کی شکل اختیار کرلیتاہے جس میں دوسرے فریق کو دبانے یااپنی برتری دکھانے کاجذبہ غالب آجاتاہے۔

دوسری اہم وجہ سماجی سطح پر بڑھتی ہوئی عدم برداشت ہے۔ ایک ایسا معاشرہ جہاں مختلف عقائد اور نظریات کے لیے گنجائش کم ہوتی جارہی ہو وہاں معمولی اختلاف بھی بڑے تصادم میں بدل سکتا ہے۔ جب لوگوں کے ذہنوں میں یہ بات بٹھادی جائے کہ دوسرافرقہ یادوسرامذہب ایک خطرہ ہے توپھراس کی ہر علامت چاہے وہ ایک جھنڈاہو یاایک نعرہ اشتعال کا سبب بن جاتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مرشد آباد میں ایک جھنڈے کو ہٹانے کا عمل ایک بڑے فساد کاپیش خیمہ بن گیا۔

تیسری وجہ سوشل میڈیا کا کردار ہے جس نے اطلاعات کی ترسیل کو تو تیز کر دیاہے مگر اس کے ساتھ ساتھ غلط فہمیوں اور اشتعال انگیزی کو بھی بڑھادیاہے۔ ایک مختصر ویڈیو جس کا سیاق وسباق واضح نہ ہو لمحوں میں ہزاروں لوگوں تک پہنچ جاتی ہے اور جذبات کو بھڑکادیتی ہے۔ اس واقعے میں بھی یہی ہواکہ ایک ویڈیو کے منظر عام پر آتے ہی حالات قابو سے باہر ہوگئے۔ لوگ حقیقت جانے بغیر ردعمل ظاہر کرنے لگے اور نتیجتاً صورت حال بگڑتی چلی گئی۔ اس کے علاوہ انتظامیہ کی کمزوری یا پیشگی تیاری کا فقدان بھی ایسے واقعات کو جنم دیتا ہے۔ حساس علاقوں میں جلوسوں کے انعقاد کے لیے واضح حکمت عملی، مقامی سطح پر امن کمیٹیوں کا قیام اور مختلف مذہبی رہنماؤں کے درمیان مکالمہ نہ ہوناایسے حالات کومزید پیچیدہ بنادیتاہے۔

اگر بروقت اور مؤثر اقدامات کیے جائیں تو ایسے واقعات کو بڑی حدتک روکا جاسکتاہے۔ حالیہ مرشد آباد کا واقعہ یہ سوچنے پر مجبور کرتاہے کہ ہم کس سمت جارہے ہیں۔ کیاہم اپنے تہواروں کو واقعی ان کی اصل روح کے ساتھ منانا چاہتے ہیں یا انہیں سیاسی مفادات کی نذر کرتے جارہے ہیں؟ مذہبی آزادی کا مطلب ہرگز یہ نہیں کہ دوسرے کے جذبات کو ٹھیس پہنچائی جائے یااس کے وجود کو چیلنج کیا جائے۔ اصل آزادی تو یہ ہے کہ ہر فرد اپنے عقیدے کے مطابق زندگی گزارے اور دوسروں کے عقائد کا بھی احترام کرے۔ ضروری ہے کہ معاشرے میں برداشت، رواداری اور مکالمے کی فضاکو فروغ دیاجائے۔ مذہبی رہنماؤں کو چاہیے کہ وہ اپنے ماننے والوں کوامن وصبر اوراحترام کادرس دیں نہ کہ اشتعال اور تصادم کی طرف مائل کریں۔ سیاسی قیادت کو بھی چاہیے کہ وہ قلیل مدتی مفادات کے لیے سماجی ہم آہنگی کو داؤپر نہ لگائے بلکہ ایک ایسے ماحول کی تشکیل میں اپنا کردار ادا کرے جہاں مختلف مذاہب کے لوگ امن وسکون کے ساتھ رہ سکیں۔

مرشدآباد کا واقعہ محض ایک خبر نہیں بلکہ ایک وارننگ ہے۔ ایک ایسا انتباہ جو ہمیں بتاتاہے کہ اگر ہم نے بروقت اپنے رویّوں اور ترجیحات کو نہ بدلا تو ہمارے معاشرے میں تقسیم اور تصادم کی خلیج مزید گہری ہوتی چلی جائے گی۔ ہمیں یہ فیصلہ کرنا ہوگا کہ ہم اپنے تہواروں کو محبت، اتحاداور خوشی کا ذریعہ بناتے ہیں یا انہیں نفرت، تقسیم اور فساد کی علامت بننے دیتے ہیں۔ وقت کا تقاضایہی ہے کہ ہم ہوش کے ناخن لیں اور ایک ایسے مستقبل کی بنیاد رکھیں جہاں اختلاف کے باوجود احترام باقی رہے اور جہاں مذہب امن کا پیغامبر ہو، نہ کہ تصادم کا جواز۔

یہ حقیقت کسی دلیل کی محتاج نہیں رہی کہ مذہبی جلوسوں میں پیدا ہونے والے فرقہ وارانہ فسادات اتفاقی یاوقتی اشتعال کا نتیجہ نہیں ہوتے بلکہ ان کے پسِ پردہ ایک طویل ذہنی، سماجی اور سیاسی عمل کار فرما ہوتاہے۔ جب تک اس عمل کو سمجھ کر اس کا تدارک نہیں کیا جائے گا ایسے واقعات بار بار جنم لیتے رہیں گے اور معاشرہ مسلسل عدم استحکام کا شکار ہوتارہے گا۔

اس لیے یہ ضروری ہے کہ ہم اس مسئلے کو قانون و نظم کی نظر سے نہ دیکھیں بلکہ اس کے تہہ میں موجود اسباب کو بھی سنجیدگی کے ساتھ حل کرنے کی کوشش کریں۔

سب سے پہلے ہمیں اپنے اجتماعی رویوں کا از سرِنو جائزہ لینا ہوگا۔ مذہب کو اگر واقعی اس کی اصل روح کے ساتھ اپنانا ہے تو اسے نفرت و برتری اور تصادم کا ذریعہ بنانے کے بجائے محبت و تحمل اور انسان دوستی کا وسیلہ بنانا ہوگا۔ جب تک مذہبی تعلیمات کو جذباتی نعروں اور ظاہری مظاہروں تک محدود رکھا جائے گا اور ان کی حقیقی اخلاقی و روحانی تعلیمات کو نظر انداز کیا جائے گا اس وقت تک جلوس اور اجتماعات اپنے مقصد سے ہٹ کر طاقت کے مظاہرے بنے رہیں گے۔

ضروری ہے کہ مذہبی رہنما اپنے ماننے والوں کی فکری تربیت کریں، انہیں برداشت، صبر اور اختلاف کے آداب سکھائیں اور یہ شعور دیں کہ کسی بھی دوسرے مذہب یا فرقے کی توہین دراصل اپنے ہی مذہب کی تعلیمات کی نفی ہے۔ اسی کے ساتھ ریاست اور انتظامیہ کی ذمہ داری بھی نہایت اہم ہے۔ حساس علاقوں میں جلوسوں کے انعقاد کے لیے محض سیکیورٹی بڑھادینا کافی نہیں بلکہ ایک جامع اور دور اندیش حکمت عملی کی ضرورت ہوتی ہے۔ مقامی سطح پر مختلف مذاہب کے معززین، علما اور سماجی رہنماؤں کے درمیان مستقل مکالمہ قائم کیا جائے تاکہ کسی بھی ممکنہ تنازع کو پہلے ہی مرحلے میں ختم کیا جاسکے۔ جلوسوں کے راستوں، اوقات اور طریقہ کار کے حوالے سے واضح اصول وضع کیے جائیں اوران پر سختی سے عمل درآمد کرایا جائے تاکہ کسی بھی فریق کو اشتعال انگیزی کا موقع نہ مل سکے۔ قانون کی بالادستی کو یقینی بنایا جائے اور جو عناصر جان بوجھ کر فساد پھیلانے کی کوشش کریں انہیں بلا تفریق سخت سزادی جائے تاکہ دوسروں کے لیے بھی عبرت کا سامان ہو۔ سوشل میڈیا کے بڑھتے ہوئے اثرورسوخ کو نظرانداز کرنا بھی ایک بڑی غلطی ہوگی۔ آج کے دور میں ایک چھوٹی سی ویڈیو یاافواہ لمحوں میں آگ کی طرح پھیل جاتی ہے اورلوگوں کے جذبات کو بھڑکادیتی ہے۔

اس لیے ضروری ہے کہ عوام میں اس حوالے سے شعور بیدار کیا جائے کہ وہ کسی بھی خبر یا ویڈیو پر فوری ردعمل ظاہر کرنے کے بجائے اس کی تصدیق کریں۔ ذمہ دار افراد اور اداروں کو چاہیے کہ وہ بروقت اور مستند معلومات فراہم کریں تاکہ افواہوں کا سدباب کیا جاسکے۔ ساتھ ہی سوشل میڈیا پلیٹ فارمز کو بھی اپنی ذمہ داری کا احساس کرتے ہوئے اشتعال انگیز مواد کی روک تھام کے لیے مؤثراقدامات کرنے ہوں گے۔ معاشرتی سطح پر ہمیں باہمی اعتماد کی فضاکو بحال کرناہوگا۔

مختلف مذاہب اور برادریوں کے درمیان میل جول، مکالمہ اور مشترکہ سرگرمیوں کو فروغ دیا جائے تاکہ ایک دوسرے کو سمجھنے کا موقع ملے اور غلط فہمیاں کم ہوں۔ جب لوگ ایک دوسرے کو قریب سے جانیں گے تو نفرت کے بجائے ہمدردی اور احترام کے جذبات پروان چڑھیں گے۔ یہ وہ بنیاد ہے جس پرایک پرامن اور مستحکم معاشرہ قائم ہوسکتاہے۔ حقیقت یہ ہے کہ امن کسی ایک فریق یا ادارے کی ذمہ داری نہیں بلکہ یہ ایک مشترکہ فریضہ ہے جس میں ہر فرد کو اپنا کردار ادا کرنا ہوتا ہے۔ اگرہم واقعی اپنے معاشرے کو فرقہ وارانہ فسادات سے بچانا چاہتے ہیں تو ہمیں اپنے اندر سے اس ذہنیت کو ختم کرنا ہوگا جو دوسروں کو دشمن سمجھتی ہے اور ہر اختلاف کو تصادم میں بدل دیتی ہے۔ ہمیں یہ تسلیم کرناہوگاکہ اختلاف فطری ہے مگر اسے احترام کے دائرے میں رکھنا ہی اصل انسانیت ہے۔

مرشد آباد کا واقعہ ایک تلخ حقیقت کے طور پر ہمارے سامنے ہے مگراگرہم اس سے سبق حاصل کریں تو یہی واقعہ ہمارے لیے اصلاح اور بہتری کا ذریعہ بھی بن سکتاہے۔ ہمیں یہ طے کرناہوگاکہ ہم اپنی آنے والی نسلوں کو کیسا معاشرہ دیناچاہتے ہیں۔ ایک ایسا معاشرہ جو نفرت و تشدداور تقسیم کاشکارہو یاایک ایسا معاشرہ جہاں امن، رواداری اور باہمی احترام کی فضا قائم ہو۔ اگرہم نے دانشمندی و صبر اور سنجیدگی کاراستہ اختیار کیاتو یقیناً ہم ان چیلنجز پر قابو پا سکتے ہیں اور اپنے تہواروں کو دوبارہ ان کی اصل روح یعنی خوشی و محبت اوراتحاد کامظہر بناسکتے ہیں۔ یہی وہ راستہ ہے جو نہ صرف ہمارے حال کو محفوظ بنائے گا بلکہ ہمارے مستقبل کو بھی روشن کرے گا۔

*کریم گنج، پورن پور، پیلی بھیت یوپی
(مضمون نگار معروف صحافی وتجزیہ نگارہیں)
iftikharahmadquadri@gmail.com

زکوٰۃ کابدلتامنظرنامہ اور ''زکوٰۃ مافیا'' کی حقیقت

جاوید جمال الدین

زکوٰۃ اسلام کے ان بنیادی ارکان میں سے ہے جس کا مقصد محض مالی لین دین نہیں بلکہ ایک ایسا عادلانہ معاشی نظام قائم کرناہے جس میں دولت کاارتکاز چند ہاتھوں تک محدودنہ رہےاور معاشرے کاکمزورترین فرد بھی باوقار زندگی گزارسکے۔ مگر آج کے دور میں یہی مقدس فریضہ ایک ایسے غیر شفاف اور تشہیری نظام کی نذر ہوتا جارہاہے جسے بلاتردد ''زکوٰۃ مافیا'' کہا جاسکتاہے۔ یہ کوئی رسمی اصطلاح نہیں، بلکہ ایک تلخ حقیقت ہے جو ہر سال رمضان کے قریب آتے ہی پورے جلال کے ساتھ سامنے آتی ہے۔

یہ ''زکوٰۃ مافیا'' دراصل ان غیر سرکاری تنظیموں، ٹرسٹس، فاؤنڈیشنز، نیم مذہبی اداروں اور بعض نام نہاد فلاحی پلیٹ فارمز کا مجموعہ ہے جو زکوٰۃ کو ایک منظم فنڈ ریزنگ انڈسٹری میں تبدیل کرچکے ہیں۔ سوشل میڈیا مہمات، دل دہلا دینے والی ویڈیوز، مصنوعی جذباتی اپیلیں، اور مستحقین کی تذلیل پر مبنی تشہیری مواد کے ذریعے کروڑوں روپے جمع کیے جاتے ہیں۔ سوال یہ ہے کہ کیایہ سب کچھ واقعی زکوٰۃ کے اصل مقصد کے مطابق ہے یاپھرایک منافع بخش ماڈل بن چکاہے جس میں غربت ایک ''پروڈکٹ'' کے طورپراستعمال ہورہی ہے؟

قرآن مجید نے زکوٰۃ کے مستحقین کا تعین نہایت واضح انداز میں کیاہے۔ سورہ بقرہ (آیت ۲۷۳) میں ارشاد ہے کہ وہ لوگ اس کے زیادہ حقدار ہیں جواپنی حاجت کے باوجود سوال نہیں کرتے، جنہیں ناواقف لوگ خوشحال سمجھتے ہیں، مگر حقیقت میں وہ شدید ضرورت مند ہوتے ہیں۔ اسی طرح سورہ التوبہ (آیت ۶۰) میں زکوٰۃ کے آٹھ مصارف بیان کیے گئے ہیں۔ ان دونوں مقامات پر ایک چیز واضح ہے: زکوٰۃ کا اصل ہدف وہ افراد ہیں جو معاشرے کے اندر موجود ہیں، جن کی شناخت ذاتی تعلق اور سماجی شعور سے ممکن ہے، نہ کہ کسی فارم، کیمپ یا قطار کے ذریعے۔

نبی کریم ﷺ نے اس تصور کو مزید واضح کرتے ہوئے فرمایاکہ رشتہ دار کو دیا گیا صدقہ دوہرا اجر رکھتا ہے۔ ایک صدقہ اور دوسرا صلہ رحمی۔ اس کے باوجود آج صورت حال یہ ہے کہ ایک شخص اپنے قریبی رشتہ دار، پڑوسی یا ملازم کی حالت سے بے خبر ہو کر ہزاروں یالاکھوں روپے کسی نامعلوم ادارے کو منتقل کردیتاہے، صرف اس لیے کہ اس ادارے کی تشہیر زیادہ مؤثر ہے۔ یہ رویہ نہ صرف دینی ترجیحات کے خلاف ہے بلکہ معاشرتی بے حسی کی انتہا بھی ہے۔

گزشتہ ایک دہائی میں زکوٰۃ جمع کرنے کا انداز یکسر بدل چکاہے۔ اب یہ کام محض اپیل یاذاتی رابطے تک محدود نہیں رہا بلکہ ایک مکمل مارکیٹنگ اسٹریٹیجی کے تحت انجام دیا جاتاہے۔ ''تعلیم کے لیے زکوٰۃ''، ''میڈیکل ایمرجنسی زکوٰۃ''، ''یتیم کفالت پروگرام''، ''رمضان راشن ڈرائیو'' جیسے عنوانات کے تحت الگ الگ مہمات چلائی جاتی ہیں۔ ہر مہم کے لیے الگ ویژول، الگ ویڈیوز، الگ ہیش ٹیگز اور الگ فنڈ ریزنگ ٹارگٹ مقرر ہوتاہے۔ گویا زکوٰۃ اب ایک مذہبی فریضہ کم اور ایک کارپوریٹ کیمپین زیادہ بن چکی ہے۔

اس پورے عمل میں سب سے خطرناک پہلو شفافیت کا فقدان ہے۔ زکوٰۃ دینے والا شخص اس بات سے تقریباً بے خبر ہوتاہے کہ اس کی دی ہوئی رقم کہاں جا رہی ہے، کس کو مل رہی ہے، اور کس تناسب سے انتظامی اخراجات میں خرچ ہو رہی ہے۔ کئی ادارے اپنی سالانہ رپورٹس جاری کرتے ہیں، مگران میں بھی اعداد و شمار کی ایسی پیچیدگی ہوتی ہے کہ عام آدمی کے لیے حقیقت تک پہنچنا مشکل ہو جاتاہے۔ بعض کیسز میں یہ بھی دیکھا گیاہے کہ ایک ہی مستحق کی تصویر مختلف ادارے استعمال کر کے الگ الگ مہمات چلاتے ہیں۔

مزید تشویشناک پہلو یہ ہے کہ زکوٰۃ کی تقسیم کوایک ''ایونٹ'' بنا دیا گیا ہے۔ بڑے بڑے بینرز، میڈیا کوریج، فوٹو سیشن، ویڈیوریکارڈنگ۔ یہ سب کچھ اس عمل کا حصہ بن چکاہے۔ مستحقین کو قطاروں میں کھڑا کیا جاتا ہے، ان کے ہاتھوں میں تھیلے تھما کر تصاویرلی جاتی ہیں، اور پھرانہی تصاویر کواگلے سال کی فنڈریزنگ کے لیے استعمال کیا جاتاہے۔ یہ عمل نہ صرف انسانی وقار کے خلاف ہے بلکہ اسلامی تعلیمات کی روح کے بھی منافی ہے، جہاں دائیں ہاتھ سے دی گئی خیرات کو بائیں ہاتھ تک کو معلوم نہ ہونے دینے کی تلقین کی گئی ہے۔

کئی مقامات پر زکوٰۃ کی تقسیم کے دوران بد نظمی اور بھگدڑ کے واقعات بھی سامنے آئے ہیں۔ ۲۰۲۳ میں یمن کے دارالحکومت صنعاء میں ایک تقسیم کے دوران ۸۰ سے زائد افراد جاں بحق ہوئے۔

کراچی میں ایک فیکٹری کے احاطے میں راشن کی تقسیم کے دوران خواتین اور بچے کچلے گئے۔ یہ واقعات محض انتظامی ناکامی نہیں بلکہ ایک ایسے نظام کی ناکامی ہیں جس میں انسانی جان سے زیادہ ''تقسیم کا مظاہرہ'' اہم ہو چکاہے۔

ایک اور پہلو جسے نظرانداز نہیں کیا جاسکتا وہ ہے زکوٰۃ کو نقد کے بجائے اشیاء کی شکل میں تقسیم کرنا۔ بڑے پیمانے پر راشن کٹس، کپڑے، یا دیگر اشیاء خریدی جاتی ہیں، جن میں کمیشن، ٹرانسپورٹ، پیکنگ اور اسٹوریج کے اخراجات شامل ہوتے ہیں۔ اس پورے عمل میں ایک بڑی رقم ضائع ہو جاتی ہے، جبکہ مستحق کو وہ چیز ملتی ہے جس کی شاید اسے فوری ضرورت بھی نہ ہو۔ اس کے برعکس اگریہی رقم براہ راست دی جائے تو وہ اپنی ترجیحات کے مطابق اسے استعمال کرسکتاہے۔

یہاں یہ سوال بھی اٹھتاہے کہ کیایہ ''زکوٰۃ مافیا'' واقعی غربت کے خاتمے میں دلچسپی رکھتاہے؟ اگرایسا ہوتا تو کیا ہر سال وہی لوگ دوبارہ قطار میں کھڑے نظر آتے؟ حقیقت یہ ہے کہ اس نظام میں غربت کا خاتمہ نہیں بلکہ اس کا تسلسل ایک غیر اعلانیہ ضرورت بن چکاہے، کیونکہ جب تک غربت رہے گی، تب تک فنڈریزنگ کاجواز بھی باقی رہے گا۔

قرآن مجید نے سورہ تکاثر میں جس غفلت کی نشاندہی کی ہے، وہ آج کے اس پورے منظرنامے پر صادق آتی ہے: ''تمہیں مال کی کثرت نے غافل کر دیا، یہاں تک کہ تم قبروں تک جاپہنچے''۔ یہ آیت صرف مال جمع کرنے والوں کے لیے نہیں بلکہ اس مال کے غلط مصرف کرنے والوں کے لیے بھی ایک وارننگ ہے۔ زکوٰۃ محض ''دینے'' کا نام نہیں بلکہ ''ادا کرنے'' کا تقاضا کرتی ہے، اورادائیگی میں جواب دہی، نیت کی پاکیزگی اور مصرف کی درستگی شامل ہے۔

اس صورت حال میں اصلاح کی اشد ضرورت ہے۔

سب سے پہلا قدم یہ ہونا چاہیے کہ فرد اپنی ذمہ داری کو پہچانے۔ زکوٰۃ کو مکمل طورپراداروں کے حوالے کر دینا ایک آسان راستہ ضرورہے، مگریہ دینی اور اخلاقی ذمہ داری سے فرار کے مترادف ہے۔ ہر صاحبِ حیثیت فرد کو چاہیے کہ وہ اپنے اردگرد کے لوگوں۔ رشتہ داروں، پڑوسیوں، ملازمین، کے حالات سے باخبر رہے اور مستحقین کی شناخت خود کرے۔

دوسرااہم قدم یہ ہے کہ زکوٰۃ کو وقتی امداد کے بجائے مستقل حل کے طورپر استعمال کیا جائے۔ اگرچند افراد مل کر ایک مستحق کو کاروبار کے لیے سرمایہ فراہم کریں، تو وہ نہ صرف خود کفیل ہو سکتاہے بلکہ آئندہ دوسروں کی مدد کے قابل بھی بن سکتاہے۔ یہ ماڈل زکوٰۃ کوایک انقلابی قوت میں بدل سکتاہے۔

اداروں کے لیے بھی ضروری ہے کہ وہ اپنی پالیسیوں پر نظرثانی کریں۔ شفافیت، احتساب اور سادگی کو یقینی بنایا جائے۔ تشہیر اور نمائش کے بجائے خاموش خدمت کو ترجیح دی جائے۔ مستحقین کی عزت نفس کا ہر حال میں خیال رکھا جائے، اور زکوٰۃ کو ایک ''پروجیکٹ'' نہیں بلکہ ایک ''امانت'' سمجھا جائے۔

آخر میں یہ حقیقت فراموش نہیں کرنی چاہیے کہ زکوٰۃ کا ہر روپیہ ایک سوال کے ساتھ جڑا ہوا ہے وہ سوال جو روزِ قیامت پوچھا جائے گا: ''پھراس دن تم سے نعمتوں کے بارے میں ضرور پوچھا جائے گا''۔ اگرہم نے اس سوال کاجواب تیار کرلیاتو ہمارامعاشرہ خودبخود بدل جائے گا۔ لیکن اگرہم نے اس فریضے کو نمائشی مہمات اور غیر شفاف نظام کے حوالے کردیا، تو نہ صرف اصل مستحقین محروم رہیں گے بلکہ ہم خود بھی ایک عظیم امانت میں خیانت کے مرتکب ہوں گے۔

یہ وقت ہے کہ ہم زکوٰۃ کے نام پر قائم اس غیر اعلانیہ ''مافیا'' کو پہچانیں، اس کے طریقہ کار پر سوال اٹھائیں، اوراس عظیم فریضے کواس کی اصل روح کے مطابق ادا کرنے کی اجتماعی کوشش کریں۔ یہی دینی تقاضا ہے، یہی معاشرتی ضرورت ہے، اور یہی ہمارے مستقبل کی ضمانت بھی۔

Published By: Ulama Foundation Nepal, Bhairahwa, Rupandehi Lumbini Pradesh Nepal, Reg: 372860
Email:- weeklynepalurdutimes@gmail.com, Web site: www.nepalurdutimes.com, Contact:- +91 8795979383, +977 9817619786, +9779821442810

قرآن جیسی عظیم دولت کا کوئی نعم البدل نہیں

قصبہ کنتور میں اسعد اللہ انصاری کی دستارِ حفظ کے موقع پر دعائیہ تقریب منعقد

بارہ بنکی (پریس ریلیز/ابو شحمہ انصاری) قصبہ کنتور میں اسعد اللہ انصاری ابن محمد ذاکر انصاری کی دستارِ حفظ کے بابرکت موقع پر ایک پروقار دعائیہ تقریب کا انعقاد کیا گیا، جس میں اہلِ علاقہ، رشتہ داروں اور معززینِ قصبہ نے بڑی تعداد میں شرکت کر کے مسرت کا اظہار کیا۔ یہ تقریب محض ایک تعلیمی مرحلے کی تکمیل کا جشن نہیں بلکہ دینی شعور، علمی وابستگی اور روحانی اقدار کی حسین ترجمانی بھی تھی۔

پروگرام کا آغاز حافظ و قاری محمد ناظم کی تلاوتِ کلامِ پاک سے ہوا، جبکہ قاری محمد ذیشان قصبہ اچولوی نے نعتِ پاک پیش کر کے محفل کو روحانی رنگ بخشا۔ اس کے بعد باقاعدہ جلسے کا آغاز ہوا، جس کی نظامت مولانا غیاث الدین نے نہایت خوش اسلوبی سے انجام دی، جبکہ جلسے کی صدارت حافظ و قاری الحاج عبدالقادر کنتوری ناظم اعلیٰ مدرسہ حنفیہ رضویہ قلابہ ممبئی نے فرمائی۔

جلسے سے خطاب کرتے ہوئے معروف عالمِ دین مولانا محمد اشتیاق احمد قادری نے نہایت بصیرت افروز انداز میں حاضرین کو مخاطب کیا۔ انہوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ کا یہ ہم پر عظیم احسان ہے کہ اس نے ہمیں اپنے محبوب ﷺ کی امت میں پیدا فرمایا اور ہمیں ایمان جیسی دولت سے نوازا، جس پر جتنا بھی شکر ادا کیا جائے کم ہے۔

انہوں نے دینی مجالس کے آداب کی طرف توجہ دلاتے ہوئے کہا کہ جب بھی کوئی دینی پروگرام منعقد کیا جائے تو وقت کی پابندی کا خاص خیال رکھا جائے، اور اتنا ہی بیان کیا جائے جتنا سامعین آسانی سے سن اور سمجھ سکیں، کیونکہ پوری رات جاگنا اور طویل محافل منعقد کرنا مناسب نہیں۔

مولانا نے حدیثِ مبارکہ کا حوالہ دیتے ہوئے کہا کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ دو کلمے ایسے ہیں جو اللہ تعالیٰ کو بہت محبوب ہیں، زبان پر ہلکے مگر میزان میں نہایت بھاری ہیں "سبحان اللہ وبحمدہ، سبحان اللہ العظیم"۔

انہوں نے تاکید کی کہ ان اذکار کو اپنی زندگی کا حصہ بنایا جائے۔

انہوں نے والدین کو نصیحت کرتے ہوئے کہا کہ اپنے بچوں کو بہترین دینی تعلیم سے آراستہ کریں، انہیں اچھی محفلوں میں لے جائیں، اور نبی کریم ﷺ کی تعلیمات اور صحابہٗ کرام کے واقعات سنائیں تاکہ ان کی تربیت دینی بنیادوں پر ہو۔ انہوں نے کہا کہ اگر اللہ تعالیٰ اولاد سے نوازے تو اسے عالم اور حافظِ قرآن بنانے کی کوشش کی جائے، کیونکہ قرآنِ کریم خود ایک عظیم معجزہ ہے، اور آج اسعد اللہ انصاری کا حافظِ قرآن بننا اسی معجزے کی روشن مثال ہے۔

مزید انہوں نے کہا کہ کثرت سے درود شریف کا ورد کیا جائے، کیونکہ اس کے ذریعے انسان کو اللہ کے محبوب ﷺ کی قربت نصیب ہوتی ہے۔ اچھی صحبت اختیار کرنے کی تلقین کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ نیک لوگوں کی مجلس انسان کو گناہوں سے بچاتی ہے، قرآن کے مطابق زندگی گزارنے کی توفیق دیتی ہے، جسکے نتیجے میں کامیابی انسان کے قدم چومتی ہے۔

اسعد اللہ انصاری نے اپنی دینی تعلیم مدرسہ حنفیہ رضویہ قلابہ، ممبئی میں مکمل کی، جہاں انہوں نے قاری محمد نیاز احمد کی نگرانی میں علمی منازل طے کیں، جبکہ اس دوران الحاج عبدالقادر کی خصوصی رہنمائی بھی انہیں حاصل رہی۔

ان کی اس کامیابی پر اہلِ خانہ اور اہلِ علاقہ نے دلی خوشی کا اظہار کرتے ہوئے نیک خواہشات پیش کیں۔ اس موقع پر آل انڈیا مائنارٹیز فورم فار ڈیموکریسی کے شعبہ نشر و اشاعت کے سیکریٹری ابو شحمہ انصاری نے اپنے بیان میں کہا کہ قرآن جیسی عظیم دولت کا کوئی نعم البدل نہیں، اور یہی انسان کی اصل کامیابی اور فلاح کا ذریعہ ہے۔

تقریب کے اختتام پر اسعد اللہ انصاری کے لیے خصوصی دعا کی گئی اور ان کے روشن مستقبل کے لیے نیک تمناؤں کا اظہار کیا گیا۔ اس روحانی اور باوقار محفل میں گرام پردھان محمد اکرم انصاری، عبدالقادر انصاری، محمد اختر انصاری، محمد اعظم انصاری، محمد عالم انصاری، محمد شاکر انصاری، محمد فرید انصاری، حافظ غیاث الدین، قوسین انصاری، عبداللہ انصاری سمیت دیگر معززین اور اہلِ علاقہ کثیر تعداد میں شریک رہے۔

Abu Shahma Ansari
Secretary (Publicity & Publication)
All India Minorities Forum for Democracy
Saadatganj, Barabanki (U. P)

مسلمان کب تک صرف ووٹ بینک رہیں گے ؟

داونگیرے کا انتخابی معرکہ اور کانگریس کی دورخی سیاست

از: عبدالحلیم منصور

ہم کو ان سے وفا کی ہے امید
جو نہیں جانتے وفا کیا ہے

کرناٹک کی سیاست میں داونگیرے جنوبی حلقہ کا حالیہ تنازع محض ایک ضمنی انتخاب کا معاملہ نہیں بلکہ ایک ایسی سیاسی ذہنیت کا عکاس ہے جو برسوں سے مسلمانوں کے ساتھ اختیار کی جاتی رہی ہے ایک ایسی ذہنیت جس میں انہیں فیصلہ کن قوت ہونے کے باوجود اقتدار کے دائرے سے باہر رکھا جاتا ہے۔ اور مسلمانوں کو ہمیشہ ایک ''ضروری مگر بے اختیار'' قوت کے طور پر استعمال کیا جاتا رہا ہے۔ بظاہر سماجی انصاف، برابری اور جمہوری اقدار کی علمبردار کانگریس پارٹی نے ایک بار پھر اپنے عمل سے یہ واضح کر دیا ہے کہ اس کے دعوے اور زمینی حقیقت دو الگ دنیائیں ہیں۔

کرناٹک کے گزشتہ اسمبلی انتخابات کا غیر جانبدارانہ تجزیہ یہ ثابت کرتا ہے کہ مسلمانوں نے بڑی حد تک یکطرفہ طور پر کانگریس کا ساتھ دیا۔ یہ فیصلہ کسی جذباتی وابستگی کا نتیجہ نہیں تھا بلکہ ایک منظم خوف کے تحت لیا گیا تھا۔ مسلمانوں کو بار بار یہ باور کرایا گیا کہ اگر کانگریس اقتدار میں نہ آئی تو فرقہ پرست قوتیں نہ صرف مضبوط ہوں گی بلکہ ان کے وجود، شناخت اور معاشی و سماجی تحفظات بھی خطرے میں پڑ جائیں گے۔ اسی خوف نے ایک پوری برادری کو اپنے تمام تر اختلافات اور تحفظات کے باوجود ایک ہی سیاسی سمت میں کھڑا کر دیا، اور یہی یکطرفہ حمایت کانگریس کی بھاری اکثریت کا سبب بنی۔

لیکن اقتدار کے بعد جو رویہ سامنے آیا، وہ اس اعتماد کے سراسر برعکس ہے۔ تقریباً ۲ء۳ لاکھ ووٹرز والا داونگیرے جنوبی حلقہ، جہاں تقریباً اسی ہزار مسلمان ووٹرز موجود ہیں، وہاں ایک مضبوط اور دیرینہ وفادار مسلم امیدوار کو نظر انداز کر کے خاندانی سیاست کو ترجیح دینا دراصل اس حقیقت کا کھلا اعلان ہے کہ مسلمانوں کی سیاسی حیثیت ووٹ دینے تک محدود ہے، اقتدار میں شراکت تک نہیں۔

مرحوم شامنور شیو شنکرپا کے انتقال کے بعد پیدا ہونے والی صورت حال ایک ایسا موقع تھی جہاں کانگریس اپنی عملی وابستگی دکھا سکتی تھی۔ مگر اس کے برعکس ''ہمدردی'' کے نام پر خاندانی تسلسل کو برقرار رکھا گیا۔ سوال یہ ہے کہ کیا ہمدردی صرف مخصوص خاندانوں کے لیے مخصوص ہے؟ کیا دہائیوں کی وفاداری اور جدوجہد رکھنے والے کارکن اس معیار پر پورے نہیں اترتے؟

اس سے بھی زیادہ سنگین پہلو وہ ہے جو پسِ پردہ سامنے آیا۔ ایک مسلم وزیر کی جانب سے ٹکٹ کے معاملے پر استعفیٰ دینے کی وارننگ کو نہ صرف نظر انداز کیا گیا بلکہ پارٹی کے ریاستی انچارج کی جانب سے یہ پیغام دیا گیا کہ اگر استعفیٰ دینا ہے تو دے دیا جائے، فیصلہ تبدیل نہیں ہوگا۔ یہ رویہ محض سیاسی سختی نہیں بلکہ ایک پوری برادری کی توہین ہے، ایسی توہین جو اس احساس کو مزید گہرا کرتی ہے کہ مسلمانوں کی آواز اقتدار کے ایوانوں میں کوئی وزن نہیں رکھتی۔

وزیر اعلیٰ سدارامیا کی رہائش گاہ پر ہونے والی مفاہمتی نشست میں باغی و آزاد امیدوار صادق پہلوان جیسے قدیم کارکن کا اچانک دستبردار ہونا اس سیاسی کھیل کا ایک اور پہلو ہے۔ وہی صادق پہلوان جنہوں نے آخری لمحے تک اعلان کیا تھا کہ وہ کسی دباؤ کے آگے نہیں جھکیں گے، ان کی پسپائی نے یہ سوال کھڑا کر دیا ہے کہ کیا مسلم قیادت خود بھی اس استحصال کے نظام کا حصہ بنتی جا رہی ہے؟ عوامی حلقوں میں اس تبدیلی کو محض سیاسی سمجھوتہ نہیں بلکہ دباؤ اور مصلحت کا نتیجہ قرار دیا جا رہا ہے۔ عوامی سطح پر اس تبدیلی کو شکوک و شبہات کی نظر سے دیکھا جا رہا ہے، اور یہی وہ مقام ہے جہاں سیاسی اعتماد متزلزل ہوتا ہے۔

یہاں اصل سوال صرف ایک ٹکٹ یا ایک حلقے کا نہیں بلکہ ایک پورے سیاسی رویے کا ہے۔ کیا مسلمانوں کو ہمیشہ اسی طرح ایک نفسیاتی دائرے میں قید رکھا جائے گا جہاں انہیں یہ باور کرایا جائے کہ ان کے پاس کوئی متبادل نہیں؟ کیا ''بی جے پی کے خوف'' کو ہمیشہ ایک سیاسی ہتھیار کے طور پر استعمال کیا جاتا رہے گا؟

حقیقت یہ ہے کہ کرناٹک میں مسلمانوں کے سامنے کوئی مضبوط متبادل سیاسی قوت موجود نہیں، اور یہی وہ سب سے بڑی کمزوری ہے جسے کانگریس نے اپنی طاقت میں بدل لیا ہے۔ اسے بخوبی معلوم ہے کہ مسلمان اس کی سیاسی مجبوری ہیں وہ چاہے انہیں اقتدار میں حصہ دے یا نہ دے، ان کے مسائل کو حل کرے یا نظر انداز کرے،

وہ بالآخر اسی کے ساتھ کھڑے رہیں گے۔ یہی سوچ دراصل سیاسی استحصال کی بنیاد ہے۔

قومی سطح پر بھی یہی طرزِ عمل مختلف شکلوں میں نظر آتا ہے۔ مسلمانوں کی سیاسی اہمیت کو تسلیم تو کیا جاتا ہے، مگر انہیں فیصلہ سازی کے مراکز میں شامل کرنے سے گریز کیا جاتا ہے۔ یہ تضاد جمہوری نظام کی روح کے خلاف ہے اور طویل مدتی طور پر سماجی ہم آہنگی کے لیے نقصان دہ ثابت ہو سکتا ہے۔

ریاستی قیادت، خصوصاً سدارامیا، اور مرکزی قیادت کے نمایاں چہرے راہل گاندھی کے بیانات میں جو بلند بانگ دعوے سنائی دیتے ہیں، وہ زمینی حقیقت سے میل نہیں کھاتے۔ یہی تضاد عوامی اعتماد کو کمزور کرتا ہے اور ایک گہرے سیاسی بحران کی بنیاد رکھتا ہے۔

تاہم، اس ساری صورت حال میں مسلم قیادت کا کردار بھی سوالات سے خالی نہیں۔ جب قیادت چاپلوسی، مصلحت اور ذاتی مفادات کے دائرے میں قید ہو جائے تو وہ برادری کی نمائندہ نہیں رہتی بلکہ محض اقتدار کے نظام کا ایک خاموش جزو بن جاتی ہے۔ یہی وہ کمزوری ہے جس نے مسلمانوں کو ایک مضبوط سیاسی قوت بننے سے روکے رکھا ہے۔

اب سوال یہ ہے کہ اس صورت حال کا حل کیا ہے؟ کیا مسلمان اسی طرح خوف اور مجبوری کے دائرے میں قید رہیں گے یا اپنی سیاسی حکمت عملی پر از سرِ نو غور کریں گے؟ کیا وہ اپنی اجتماعی طاقت کو پہچان کر اسے منظم انداز میں استعمال کریں گے؟ کیا وہ سیاسی جماعتوں کو یہ پیغام دینے کے لیے تیار ہیں کہ وفاداری یکطرفہ نہیں ہوتی؟

اب وقت آ چکا ہے کہ مسلمان محض ردِ عمل کی سیاست سے آگے بڑھیں اور ایک فعال، باوقار اور خود مختار سیاسی کردار ادا کریں۔ متبادل کی تلاش اب ایک خواب نہیں بلکہ ایک ناگزیر ضرورت ہے۔ یہ متبادل کسی نئی جماعت، کسی مضبوط علاقائی اتحاد یا ایک منظم عوامی دباؤ کی صورت میں سامنے آ سکتا ہے۔

داونگیرے کا یہ واقعہ ایک انتباہ ہے—ایک واضح پیغام کہ اگر ایک برادری اپنی سیاسی طاقت کو منظم انداز میں استعمال نہیں کرتی تو اسے مسلسل نظر انداز کیا جاتا رہے گا۔

اب فیصلہ مسلمانوں کو کرنا ہے کہ کیا وہ ہمیشہ دوسروں کے فیصلوں کے تابع رہیں گے، یا اپنی تقدیر خود لکھنے کا حوصلہ پیدا کریں گے؟

haleemmansoor@gmail.com

مفتی بدر عالم فیضی نظامی کا بے مثال عقد نکاح

پریس ریلیز (نیپال اردو ٹائمز)

26 مارچ 2026 بروز جمعرات سرزمین ملیوارہ ،وارڈ نمبر 3 جلیشور نگر پالیکا ضلع مہوتری نیپال میں ایک عظیم الشان جلسہ بنام "سنت سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم" کا انعقاد ہوا۔۔ جس میں ہندو نیپال کے عظیم شعراء و خطباء کی تشریف آوری ہوئی۔۔ اور اسی نورانی محفل میں مفتی بدر عالم فیضی نظامی کا عقد نکاح پایہ تکمیل کو پہنچا۔۔ اس نکاح کی خاصیت یہ تھی کہ نہ لڑکی کے دروازے پر برات گئی اور نہ لڑکی والوں سے کسی روپے وغیرہ کا مطالبہ ہوا اور نہ کسی سامان کو لیا گیا۔ بالکل سادہ، سنت کے مطابق عقد مسنون پایہ تکمیل کو پہنچا۔ بلکہ اگر اس نکاح کو اس حدیث "اِنَّ اَعْظَمَ النِّکَاحِ بَرَکَۃً اَیْسَرُہٗ مؤُوْنَۃً" کا مصداق کہے تو کوئی مبالغہ نہ ہوگا۔ مفتی صاحب قبلہ کا یہ عظیم عمل آج کی نونسل کے لیے نمونہ عمل ہے۔

حافظ و قاری غلام ربانی صاحب قبلہ نے قرآن مجید کی سحر انگیز آیتوں سے جلسہ کا آغاز فرمایا ۔بعدہ علاقے کے شعراء اور مدح خوانوں نے جلسہ کو آگے بڑھایا۔۔ تقریباً دس بجے رات کو تقریب نکاح کا آغاز ہوا۔ مفتی بدر عالم فیضی نظامی نوشہ کی شکل میں علمائے کرام کی نوارنی جھرمٹ کے ساتھ اپنے کاشانہ سے نکلے۔ اور یہ نورانی جماعت نعت و منقبت پڑھتے ہوئے مسجد پہنچی ۔وہاں پر نوشہ صاحب نے دوگانہ ادا کی۔ اور علمائے کرام کی نگرانی ہی میں جلسہ کے بارونق اسٹیج پر جلوہ افروز ہوئے۔۔ ہر طرف نعت ومنقبت کی صدا گونج رہی تھی۔۔۔ اس کے بعد مفتی اعظم بہار مفتی حسن رضا نوری صدر مفتی مرکزی ادارہ شرعیہ پٹنہ بہار نے نکاح پڑھایا ۔۔۔اور پھر جلسہ کی کارروائی آگے بڑھائی گئی۔۔ ناظم اجلاس کے طور پر دو عظیم شخصیتیں موجود تھیں۔ ایک طرف نقیب اہلسنت مولانا فرقان صاحب قبلہ اپنی گرجتی ہوئی آواز سے سوتے ہوئے اور سست پڑے سامعین کے قلوب واذہان کو جھنجھوڑ رہے تھے تو دوسری طرف جناب نشاط اختر محبوبی صاحب قبلہ اپنی بلند آواز سے پر کیف سماں پیدا کر رہے تھے۔۔ بعد ازیں ہندو نیپال کے شعراء و خطباء نے یکے بعد دیگرے اپنی دلنشین آواز سے سامعین کو محظوظ و مسرور کرتے رہے۔ چند مشہور شعراء و خطباء کے نام درج ذیل ہیں ۔شہنشاہ ترنم شاعر جدت طراز بلند پرواز حضرت حافظ محبوب ظفر صاحب قبلہ۔ شاعر اہلسنت جناب فیضان مجاہد کلکتوی۔ نعت خوان رسول جناب بسمل نیپالی۔ شاعر ہر دلعزیز جناب رضاء اللہ فیضی۔ بلبل باغ مدینہ جناب ارشاد فیضی سمستی پور۔۔ شاعر اہلسنت مفتی قمر رضا صاحب وغیرہ ۔خطیب اہلسنت علامہ ارتضیٰ کمال اشرفی مظفر پوری۔۔ عالم شہیر فاضل جلیل مفتی اشرف رضا برکاتی۔ صدر اجلاس عالم نبیل فاضل بے نظیر مفتی تنویر مصباحی صاحب قبلہ وغیرہ۔۔ اور اس جلسہ کی خاص بات یہ تھی کہ شعراء و مقررین کے ساتھ ساتھ عظیم شخصیات بھی رونق اسٹیج تھیں۔ چند کے نام درج ذیل ہیں ۔پیر طریقت رہبر راہ شریعت خلیفہ گلزار ملت، شہزادہ حضور طبیب ملت مولانا احمد رضا امجدی سربراہ اعلی دارالعلوم ملت اسلامیہ تیغیہ سمرا مظفرپور۔ قائد اجلاس خلیفہ حضور امین شریعت حضرت مولانا اسرائیل رضوی صاحب شیخ الادب دارالعلوم فیض عام گھوسی ۔خلیفہ حضور شیر نیپال استاذ الاساتذہ حضرت مولانا سراج احمد برکاتی اس کے علاوہ متعدد شخصیات زینت اسٹیج تھیں۔ قرب وجوار کے بے شمار سامعین نے بھی بڑی تعداد میں شریک ہو کر جلسہ کو کامیاب بنایا اور خود بھی دارین کی سعادت سے مالامال ہوئے۔

از: معراج احمد مصباحی

حاسدوں کے بھنور میں ایک اور تبسم۔

ان کی اس کامیابی پر اہلِ خانہ اور اہلِ علاقہ نے دلی خوشی کا اظہار

انصاری، محم حاسدوں کے بھنور میں ایک اور تبسم۔ ماجد مجید کشمیر یونیورسٹی۔ وہ خاندان کی چشم و چراغ پکے ارادے والی رانی نام سے جانی جاتی رہی قرب و اقارب آس پڑوس اور کالج سہیلیاں سب کے لئے مشعل راہ بنی ایم اے ڈگری حاصل کرتے ہی اپنی قابلیت کی بنیاد پر اچھے عہدے پر تعینات ہوئی یکے بعد دیگرے مبارکبادی کے پیغامات آتے رہے اچھے عہدے پر تعینات رہ کر بھی سب کے ساتھ خوش اسلوبی سے رہی خوش مزاجی اور خوش اخلاقی وراثت میں ملی اور وہ ہر حال میں لبوں پر تبسم لئے ہر آنکھ کا تارا بنی، اس کی ترقی دیکھ کر قرب و اقارب آس پڑوس دوست دشمن حسد کی آگ میں اندر ہی اندر جھلسنے لگے لیکن رانی ہمیشہ تبسم لئے ان کے ارادوں سے بے خبر گھر کی فرمانبرداری اور اپنے عہدے پر دھیان دینے میں زیادہ مشغول اور متحرک رہی۔ اپنی زندگی کی چوبیس بہاریں مکمل کر کے شادی خانہ آبادی کی بات چلی، رشتے آنے لگے والدین کبھی مطمئن تو کبھی کرید کر کے بات ٹالتے رہے ،قرب و اقارب بھی رانی کا رشتہ ڈھونڈھنے میں دلچسپی لینے لگے مزاج مختلف قسم کے ہوتے ہیں، ایک طرف اگرچہ رانی خاندان میں لاڈ پیار سے پلی دوسری طرف ایسے بھی تھے کہ رانی کا اس قدر ترقی کرنا ان کے لئے وبال جان بنا رہا ایسے میں اگر خاندان میں کوئی قابل دید رہا وہ صرف رانی کا تبسم رہا کہ غرور و گھمنڈ سے پاک و صاف کبھی بھی اس کا ماتھا شکن آلود نہ دیکھا گیا حاسدوں کے حسد نے رانی کو بھنور میں پھنسانے کی ایک بہت بڑی چال چلی ان کو رانی کا تبسم ایک آنکھ بھی نہ بھاتا تھا وہ اسے زندگی بھر خون کے آنسو رلانا چاہتے تھے ان کو اگر رانی سے چڑ تھی وہ صرف اس کی آئے روز ترقی اور اس کے تبسم سے تھی۔ حاسد کسی حد تک کامیاب رہے اور رانی کا رشتہ ایک یومیہ مزدور سے کرایا رانی کے سامنے وہ اس کے گھن گانے لگے تعریف میں اسے آسمان تک چڑھاتے رہے یہاں تک کہ رانی ان کے باتوں میں آکر رشتے پر رضامند ہوئی۔ شادی خانہ آبادی ہوئی شروعات میں سسرال والوں کے لاڈ پیار نے رانی کو آنکھوں پر بٹھایا آہستہ آہستہ رانی کو شوہر کی اصلیت معلوم پڑی حرص اور لالچ کے اندھے ثابت ہوئے۔ رانی والدین کے فیصلے پر نہیں پچھتائی بلکہ ان کی آن بان اور ٹھاٹھ بھاٹ برقرار رکھی۔ دن مہینے اور سال گزر گئے امید بھی بھر آئی شوہر کی طرف سے نان نفقہ نا کے برابر رہا شوہر رانی کی طرف کم اور بہن بھائیوں کی طرف زیادہ جھکا رہا رانی کی مہینے بھر کی کمائی پر عیش کرتا رہا سمجھو رانی سسرالی گھر کو اپنی کمائی سے کھلاتی پلاتی رہی ۔سسرال میں رانی کی حرکات و سکنات پر پابندی لگی پھر بھی رانی کے تبسم کو ہارنہ سکے زیورات پر بھی ڈھاکے ڈالے رانی در گزر کرتی رہی نند دیور ساس یک جٹ ہو کر شوہر کو رانی کے خلاف پٹی پڑھانے لگے رانی کو اتنا مارا پیٹا کہ ہسپتال میں ہوش آیا مصیبت کے دن گزرنے لگے رانی کی آنکھوں میں جھریاں نکل آئیں وہ خون کے آنسو پیتی رہی لیکن والدین کو خبر بھی نہ کی پھر طائر وقت پرواز کرتا رہا رانی سالوں بعد والدین سے ملنے میکے آئی والدین نے جوں ہی رانی کو دیکھا پاوں تلے زمین نکل گئی کیونکہ رانی کے چہرے کا تبسم اس کے چہرے سے ہی غائب ہو چکا تھا

دا عظم انصاری

پروفیسر ڈاکٹر سید احتشام حسنین: عالمی سائنسی منظر نامے میں ہندوستان کی روشن پہچان

تحریر: یوسف شمسی

انسانی تہذیب کی ترقی میں سائنس اور تحقیق کا کردار ہمیشہ بنیادی رہا ہے۔ دنیا کی تاریخ اس حقیقت کی گواہ ہے کہ جب بھی انسان نے علم و تحقیق کے دروازے کھولے، ترقی کی نئی راہیں روشن ہوئیں اور انسانی زندگی میں سہولت اور بہتری کے امکانات پیدا ہوئے۔ ہر دور میں ایسے سائنس دان سامنے آئے جنہوں نے اپنی غیر معمولی ذہانت، بصیرت اور انتھک محنت کے ذریعے نہ صرف سائنسی دنیا میں نئی جہتیں پیدا کیں بلکہ انسانیت کی خدمت کا ایک نیا باب بھی رقم کیا۔ ہندوستان بھی اس حوالے سے ایک زرخیز سرزمین ہے جہاں ایسے متعدد نامور سائنس دان پیدا ہوئے جنہوں نے عالمی سطح پر ملک کا نام روشن کیا۔ انہی ممتاز شخصیات میں ایک نمایاں نام سینئر سائنس دان پروفیسر ڈاکٹر سید احتشام حسنین کا ہے، جنہوں نے مائیکرو بایولوجی اور بایو ٹیکنالوجی کے میدان میں اپنی غیر معمولی خدمات کے ذریعے عالمی سائنسی برادری میں ایک منفرد مقام حاصل کیا ہے۔

ہندوستان میں جدید حیاتیاتی علوم اور سائنسی تحقیق کی ترقی میں جن چند ممتاز سائنس دانوں کا کردار نہایت اہم اور نمایاں رہا ہے، ان میں سید احتشام حسنین کا نام بڑی عزت اور وقار کے ساتھ لیا جاتا ہے۔ وہ نہ صرف عالمی شہرت یافتہ ماہر حیاتیات اور مائیکرو بایولوجسٹ ہیں بلکہ ایک دانشور، مدبر تعلیمی منتظم اور باصلاحیت استاد بھی ہیں۔ تحقیق، تدریس اور ادارہ سازی کے میدان میں ان کی خدمات اس بات کی روشن مثال ہیں کہ علم اور محنت کا سفر انسان کو عالمی سطح پر بھی ممتاز مقام تک پہنچا سکتا ہے۔

پروفیسر ڈاکٹر سید احتشام حسنین ۱۳ اپریل ۱۹۵۴ء کو ریاست بہار کے تاریخی شہر گیا میں پیدا ہوئے۔ ان کا تعلق ایک ایسے علمی اور تعلیمی گھرانے سے ہے جہاں تعلیم کو ہمیشہ غیر معمولی اہمیت دی جاتی رہی۔ ان کے والد پروفیسر سید محمد حسنین مرحوم اور چچا پروفیسر سید محمد محسن ممتاز ماہرینِ تعلیم میں شمار ہوتے تھے۔ گھر کے اس علمی ماحول نے بچپن ہی سے ان کے اندر علم و تحقیق کی جستجو پیدا کر دی۔ یہی جستجو آگے چل کر ایک درخشاں سائنسی سفر میں تبدیل ہوئی۔

اعلیٰ تعلیم کے لیے انہوں نے جواہر لعل نہرو یونیورسٹی (JNU) کا انتخاب کیا جہاں سے انہوں نے مائیکرو بایولوجی کے میدان میں پی ایچ ڈی کی ڈگری حاصل کی۔ تحقیق کے میدان میں مزید وسعت اور تجربہ حاصل کرنے کے لیے وہ امریکہ کی معروف ٹیکساس اے اینڈ ایم یونیورسٹی گئے جہاں انہوں نے پوسٹ ڈاکٹریٹ تحقیق مکمل کی۔ اس دوران انہیں عالمی سطح کے ممتاز سائنس دانوں کے ساتھ کام کرنے کا موقع ملا جس نے ان کے علمی وژن اور تحقیقی سوچ کو مزید گہرائی اور وسعت عطا کی۔

۱۹۸۷ء میں وطن واپسی کے بعد انہوں نے دہلی کے نیشنل انسٹی ٹیوٹ آف امیونولوجی میں بطور اسٹاف سائنس دان اپنی خدمات کا آغاز کیا۔ یہی وہ مرحلہ تھا جہاں سے ان کے تحقیقی سفر نے نئی رفتار اختیار کی۔ انہوں نے متعدی بیماریوں، خصوصاً تپِ دق (Tuberculosis) کے بیکٹیریا پر اہم اور بنیادی نوعیت کی تحقیق کی۔ اس بیماری کے جراثیم کے مالیکیولر میکانزم کو سمجھنے میں ان کی تحقیق نے عالمی سائنسی برادری کو نئی معلومات فراہم کیں اور اس میدان میں مزید تحقیق کے دروازے کھولے۔ ان کی قیادت اور علمی بصیرت کا ایک اہم مظہر اس وقت سامنے آیا جب ۱۹۹۹ء میں انہیں حیدر آباد میں قائم "سینٹر فار ڈی این اے فنگر پرنٹنگ اینڈ ڈائیگنوسٹکس" (CDFD) کا بانی ڈائریکٹر مقرر کیا گیا۔ ان کی مؤثر قیادت میں یہ ادارہ نہ صرف ہندوستان بلکہ بین الاقوامی سطح پر جینیاتی تحقیق اور بایو ٹیکنالوجی کے ایک اہم مرکز کے طور پر ابھرا۔ اس ادارے نے سائنسی تحقیق کے ساتھ ساتھ عدالتی اور طبّی میدانوں میں بھی ڈی این اے ٹیکنالوجی کے استعمال کو فروغ دیا۔

پروفیسر حسنین نے سائنسی تحقیق کے ساتھ ساتھ اعلیٰ تعلیم کے انتظامی میدان میں بھی قابل قدر خدمات انجام دیں۔ ۲۰۰۵ء سے ۲۰۱۱ء تک وہ حیدر آباد سینٹرل یونیورسٹی کے وائس چانسلر رہے۔ ان کے دور میں یونیورسٹی نے تحقیق، تعلیمی معیار اور بین الاقوامی تعاون کے میدان میں نمایاں ترقی کی۔ اس کے بعد ۲۰۱۶ء میں انہیں جامعہ ہمدرد، نئی دہلی کا وائس چانسلر مقرر کیا گیا جہاں انہوں نے تعلیمی اصلاحات اور تحقیقی سرگرمیوں کو فروغ دینے کے لیے اہم اقدامات کیے۔ اس سے قبل وہ آئی آئی ٹی دہلی میں لیکچرر اور دہلی یونیورسٹی میں پروفیسر کے طور پر بھی اپنی علمی خدمات انجام دے چکے ہیں۔

پروفیسر سید احتشام حسنین کی سائنسی خدمات کو قومی اور بین الاقوامی سطح پر وسیع پیمانے پر سراہا گیا ہے۔ حکومتِ ہند نے انہیں ۲۰۰۶ء میں ملک کے باوقار شہری اعزاز پدم شری سے نوازا، جبکہ حیاتیاتی علوم میں نمایاں خدمات کے اعتراف میں انہیں ۱۹۹۵ء میں ہندوستان کا ممتاز سائنسی اعزاز "شانتی سوروپ بھٹناگر" انعام بھی عطا کیا گیا۔ اس کے علاوہ انہیں جی ڈی برلا ایوارڈ برائے سائنسی تحقیق، رین بیکسی ریسرچ ایوارڈ اور شری اوم پرکاش بھسین ایوارڈ جیسے اہم اعزازات بھی مل چکے ہیں۔

وہ بھارتی وزیر اعظم کی سائنسی مشاورتی کونسل (SAC-PM) کے ممبر بھی رہے ہیں۔ بین الاقوامی سطح پر بھی ان کی علمی خدمات کو بڑی قدر کی نگاہ سے دیکھا گیا۔ ۲۰۰۸ء میں جرمنی کی معروف الیگزینڈر وان ہمبولٹ فاؤنڈیشن نے انہیں اپنے باوقار ہمبولٹ ریسرچ ایوارڈ سے نوازا۔ اسی طرح ۲۰۱۴ء میں وفاقی جمہوریہ جرمنی کی جانب سے انہیں آرڈر آف میرٹ فرسٹ کلاس سے بھی سرفراز کیا گیا، جو جرمنی کا ایک اعلیٰ شہری اعزاز ہے۔ یہ اعزاز انہیں سائنس کے میدان میں نمایاں خدمات انجام دینے اور ہندوستان و جرمنی کے درمیان علمی و تحقیقی روابط کو مضبوط بنانے کے اعتراف میں عطا کیا گیا۔

تحقیقی میدان میں ان کی سرگرمیوں کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ ان کے 300 سے زائد تحقیقی مقالات اعلیٰ معیار کے بین الاقوامی سائنسی جرائد میں شائع ہو چکے ہیں، جبکہ ان کے نام دو درجن سے زائد پیٹنٹس بھی درج ہیں۔ اس کے علاوہ انہوں نے ڈیڑھ سو سے زیادہ پی ایچ ڈی، ایم ڈی اور پوسٹ ڈاکٹریٹ طلبہ کی رہنمائی کی ہے، جن میں سے کئی آج عالمی سائنسی اداروں میں اہم ذمہ داریاں انجام دے رہے ہیں۔

پروفیسر حسنین کے نزدیک سائنس صرف تجربہ گاہوں تک محدود نہیں بلکہ انسانیت کی خدمت کا ایک مؤثر ذریعہ ہے۔ ان کا کہنا ہے: "سائنس کا اصل مقصد انسانیت کی تکلیف کو کم کرنا اور سچائی کی تلاش کرنا ہے۔"

ان کی پوری علمی زندگی اسی فکر کی عکاس ہے۔ انہوں نے ہمیشہ نوجوان نسل کو علم، تحقیق اور سچائی کی تلاش کی طرف راغب کیا ہے اور انہیں اس بات کا احساس دلایا ہے کہ علم کی حقیقی طاقت انسانیت کی خدمت میں مضمر ہے۔

پروفیسر سید احتشام حسنین کی زندگی صرف سائنسی خدمات تک محدود نہیں بلکہ ان کی گھریلو زندگی بھی علم اور تحقیق کے ماحول سے معمور رہی ہے، جب ان کی شادی ممتاز سائنس دان پروفیسر ڈاکٹر نسرین ظفر کے ساتھ عمل میں آئی۔ ڈاکٹر نسرین ظفر احتشام کا شمار ملک کی نامور اور باوقار سائنس دانوں میں ہوتا ہے۔ انہوں نے اپنی طویل اور بھرپور سائنسی و طبّی تحقیقی زندگی کے دوران مختلف اہم قومی اداروں میں خدمات انجام دیں اور خصوصاً انفیکشن بایولوجی کے میدان میں ایک پیش رو اور ممتاز محقق کے طور پر اپنی الگ شناخت قائم کی۔

علم و تحقیق سے ان کی وابستگی آج بھی اسی جذبے کے ساتھ قائم ہے، اور وہ اس وقت بھی تدریس و تحقیق کے میدان میں ڈسٹنگوشڈ پروفیسر کی حیثیت سے سرگرم عمل ہیں، جہاں وہ نئی نسل کے محققین کی رہنمائی اور سائنسی شعور کے فروغ میں اپنا قیمتی کردار ادا کر رہی ہیں۔

بلاشبہ پروفیسر سید احتشام حسنین کی زندگی علم، محنت اور عزم کی ایک روشن داستان ہے۔ بہار کی سرزمین سے اٹھ کر عالمی سائنسی دنیا میں اپنی شناخت قائم کرنا اس بات کا واضح ثبوت ہے کہ اگر انسان اپنے مقصد کے ساتھ خلوص اور لگن سے کام کرے تو کامیابی اس کے قدم ضرور چومتی ہے۔

انہوں نے نہ صرف حیاتیاتی علوم کے میدان میں نمایاں خدمات انجام دیں بلکہ ہندوستان میں سائنسی اداروں کی ترقی اور اعلیٰ تعلیم کے فروغ میں بھی اہم کردار ادا کیا۔ جناب پروفیسر سید احتشام حسنین کا تعلق ایک ایسے معزز اور علم دوست خانوادے سے ہے جس نے سیاست، ادب اور سماجی شعور کے میدان میں گہرے اور دیرپا نقوش ثبت کیے ہیں۔ اسی خانوادے کی ایک درخشاں شخصیت عظیم سیاسی رہنما، ممتاز شاعر و ادیب اور متعدد کتب کے

مصنف جناب الماطیف شمسی مرحوم تھے، جن کی علمی و ادبی خدمات آج بھی اہلِ علم کے دلوں میں زندہ ہیں۔ پروفیسر احتشام حسنین کے والد سید محمد حسنین، جناب الماطیف شمسی کے چچازاد بھائی ہیں اور اسی نسبت سے پروفیسر احتشام حسنین ان کے بھتیجے بھی قرار پاتے ہیں۔ یہ تعلق محض خاندانی رشتے تک محدود نہیں بلکہ علم، فکر اور خدمت کے اس مشترکہ ورثے کی علامت بھی ہے جو اس خاندان کی شناخت بن چکا ہے۔ گویا ایک طرف ادب، سیاست اور فکری بیداری کی روایت ہے تو دوسری طرف سائنس اور تحقیق کا درخشاں سفر، اور یہی امتزاج اس خانوادے کی حقیقی پہچان ہے۔

مزید واضح ہو جاتی ہے کہ ایسی شخصیات کسی بھی قوم کا قیمتی سرمایہ ہوتی ہیں۔ پروفیسر سید احتشام حسنین کی زندگی نوجوان نسل کے لیے ایک روشن مثال ہے اور ان کا علمی سفر ہمیں یہ پیغام دیتا ہے کہ علم اور تحقیق کا راستہ اختیار کر کے انسان نہ صرف اپنی زندگی کو بامعنی بنا سکتا ہے بلکہ قوم اور انسانیت کی خدمت میں بھی ایک مؤثر کردار ادا کر سکتا ہے۔

عالمی بے چینی

تحریر: اللہ نواز خان

موجودہ دور میں عالمی طور پر بے چینی بہت زیادہ پھیل گئی ہے۔ اس پھیلتی بے چینی نے پوری دنیا کا سکون درہم برہم کر دیا ہے۔ سوال یہ ہے کہ یہ بے چینی کیوں پھیل رہی ہے؟ اس کی بہت سی وجوہات ہیں، ان میں کچھ قدرتی اور کچھ انسانوں نے خود پیدا کی ہوئی ہیں۔ معاشرے میں انسانی حقوق پامال کیے جا رہے ہیں، بلکہ انسانوں کا زندہ رہنا بھی دشوار کر دیا گیا ہے۔ موسمیاتی تبدیلیاں یا محل وقوع کے اثرات بھی ہیں اور جنگوں نے بھی دنیا کو بدترین نقصان پہنچا دیا ہے، جو عالمی بے چینی کا سبب بنا ہے۔ طاقتور ممالک نے کمزور ممالک کی معیشتوں کو مکمل کنٹرول میں لیا ہوا ہے جس سے بے چینی میں اضافہ ہو رہا ہے۔ کئی کمزور ممالک میں طاقتور ممالک کی وجہ سے بھوک، بیماریاں، ناانصافی اور دیگر برائیاں عام پائی جاتی ہیں۔ ایک جگہ انسان جیٹ طیاروں میں سفر کر رہے ہیں اور کہیں انسان کو پہننے کے لیے جوتے بھی دستیاب نہیں ہیں۔ کہیں انسان لگژری زندگی گزار رہے ہیں اور کہیں پیناڈول کی گولی بھی دستیاب نہیں۔ عدم مساوات نے دنیا میں بے چینی کو عروج پر پہنچایا ہوا ہے۔ قرضوں کے نام پر کئی ممالک کی معیشت کو جکڑ دیا گیا ہے جس سے وہ نکل ہی نہیں سکتے۔ کہیں سیاسی عدم استحکام پیدا کر کے سیاست کو کنٹرول کر لیا گیا ہے۔ جعلی جمہوریت قائم کر کے دعوی کیا جاتا ہے کہ یہاں جمہوریت قائم کر دی گئی ہے۔ مختلف قسم کے حربے استعمال کر کے انسانوں کو غلام بنا دیا جاتا ہے۔

بعض غلام تو بظاہر آزاد نظر آتے ہیں لیکن حقیقت میں ذہنی غلام ہوتے ہیں۔ ایک مخصوص نظریات کی پیروی کرنے پر مجبور کر کے انسانوں کو بدترین زندگی گزارنے پر مجبور کر دیا جاتا ہے۔ افراتفری کا ماحول بنا کر کسی بھی علاقے میں انتشار پھیلا کر مفادات حاصل کر لیے جاتے ہیں۔ بہت سی جگہوں پر علاقائی تعصب کو ابھار کر انسانوں کو آپس میں لڑا دیا جاتا ہے اور کہیں کسی نام نہاد نظریے کی بنا پر لڑایا جاتا ہے۔ بڑی طاقتیں اپنے من مانے نظریات نافذ کر کے دنیا کو کنٹرول کرنا چاہتی ہیں، جس کا نقصان دنیا کو پہنچ رہا ہے اور دنیا میں بے چینی بڑھ رہی ہے، اس وقت دنیا ایک گلوبل ویلیج کی صورت میں تبدیل ہو چکی ہے اور دنیا کو غلام بنانے کے نظام میں بھی جدت لائی جا رہی ہے۔ اقوام متحدہ کا ادارہ بھی موجود ہے لیکن وہ بھی طاقتوروں کو تحفظ دیتا ہے۔ معیشت کو کنٹرول کرنے کے لیے ڈالر یا مخصوص کرنسی کا استعمال ضروری ہے، جس سے تیسری دنیا کی عوام شدید بحرانوں کا شکار ہو چکی ہے۔ اپنے مفادات کے حصول کے لیے کچھ بھی کر دیا جاتا ہے۔ مثال کے طور پر کسی ملک کو اپنے کنٹرول کرنے کے لیے بے تحاشہ بمباری اور دیگر بھاری ہتھیاروں سے نشانہ بنا دیا جاتا ہے۔ افسوسناک صورتحال یہ ہے کہ تباہ کرنے کے لیے یہ جواز گھڑ لیا جاتا ہے کہ دہشتگردی کو ختم کیا جا رہا ہے۔ دہشتگردی کو ختم کرنے کے نام پر بڑی دہشتگردی جب تک ختم نہیں ہوگی دنیا میں امن نہیں آئے گا۔ دنیا میں نظریات اور اخلاقیات صرف کمزوروں کے لیے ہوتے ہیں، اگر کوئی طاقتور چاہے تو ان کو روند دیتا ہے اور کوئی پوچھنے والا بھی نہیں ہوتا۔ پوچھنے والا تو چھوڑیے، اس کے مظالم کا تحفظ کر کے اس کو نجات دہندہ ثابت کرنے

کی کوشش کی جاتی ہے۔ کوئی کمزور ملک تھوڑی سی جرات دکھائے تو اس کو عبرت کی مثال بنا دیا جاتا ہے۔ عالمی معاشی پابندیاں اور دیگر بائیکاٹ اس ملک کو اس حد تک پہنچا دیتے ہیں کہ وہ مجبورا طاقتوروں کے غلام بن جاتے ہیں۔ بہت سے ممالک میں انتشار، سیاسی بے چینی یا دیگر جرائم کو سپورٹ کیا جاتا ہے اور اس طرح ان ممالک کے حکمرانوں کو زیر تابع لا کر بہت سے مفاد حاصل کیے جاتے ہیں۔ عجیب سا کلیہ نافذ کر دیا گیا ہے کہ طاقتور جو چاہیں حاصل کر لیں اور جو کمزور ہیں کچھ بھی حاصل نہیں کر سکتے۔ عالمی طور پر تمام انسانوں کو برابر کہا گیا ہے، لیکن رنگ، نسل اور چند دیگر وجوہات کی وجہ سے کچھ انسانوں کو جانوروں سے بھی بدتر سمجھا جاتا ہے۔ پانی، خوراک اور دوسری ضروریات پر قبضہ کر کے کروڑوں افراد کو بدترین زندگی گزارنے پر مجبور کر دیا جاتا ہے۔

عالمی طور پر جو بے چینی پھیلی ہوئی ہے اس پر قابو پانے کی ضرورت ہے۔ برائی کے خلاف تو جنگ کرنی چاہیے لیکن جو برائی عالمی طور پر تسلیم شدہ ہو۔ اس کو برائی نہ سمجھا جائے جو طاقتور کہے بلکہ حقیقی طور پر برائی موجود ہو۔ مثال کے طور پر غزہ کو تباہ کر دیا گیا ہے، حالانکہ غزہ میں رہنے والے افراد مظلوم تھے لیکن ان کو نشانہ بنایا گیا۔

اب ایران کو بھی جنگ میں دھکیل دیا گیا ہے، حالانکہ یہ جنگ شروع نہیں بھی ہو سکتی تھی اگر انصاف پر عمل کیا جاتا۔ یوکرین جنگ بھی کئی سالوں سے جاری ہے اور اس جنگ میں بے شمار انسان مارے جا چکے ہیں، یہ بھی ظلم ہے۔ کئی علاقوں میں رہنے والے افراد پانی، خوراک، تعلیم، صحت اور دیگر ضروریات سے محروم ہیں۔

اسلامی ممالک بھی کمزوری کا شکار ہو چکے ہیں، اگر کوشش کی جائے تو اسلامی ممالک بھی دنیا میں بے چینی کو ختم کر سکتے ہیں۔ افسوس کہ اسلامی ممالک کے حکمران بھی اپنے مفادات کا شکار ہیں۔ تفرقہ بازی سمیت کئی قسم کے تعصبات کا شکار ہو کر ایک دوسرے کے دشمن بن گئے ہیں۔ یہ بھی درست ہے کہ اس وقت سب سے زیادہ مسلمانوں کو نقصان پہنچ رہا ہے۔ اگر مسلمان اکٹھے ہو جائیں تو بہت سے مسائل پر قابو پایا جا سکتا ہے بلکہ کہا جا سکتا ہے کہ عالمی بے چینی ختم ہو سکتی ہے۔ "اسلامی نظام" عالمی بے چینی کو آسانی سے ختم کر سکتا ہے، بس مسئلہ یہ ہے کہ اسلامی نظام کو قائم کرنے نہیں دیا جاتا۔ ابھی وقت ہے کہ عالمی طور پر بے چینی کو ختم کر کے اور امن لا کر انسانوں کو ایک بہترین معاشرہ دستیاب ہو سکتا ہے اگر درست سمت کی طرف سفر کرنا شروع کر دیا جائے۔

راہ حکمت و عمل: بامقصد زندگی کا پیغام

محمد علی شیر قادری نظامی
سکونت: روضہ شریف، مہوتری نیپال

انسانی زندگی ایک مسافر کی مانند ہے جو ایک عارضی قیام گاہ سے گزر کر اپنی اصل منزل کی طرف رواں دواں ہے۔ یہ دنیا بلاشبہ ایک گزرگاہ ہے، ٹھہرنے کی جگہ نہیں۔ جو شخص اس حقیقت کو سمجھ لیتا ہے، وہ اپنی زندگی کو بے مقصد خواہشات میں ضائع کرنے کے بجائے اسے سنوارنے اور بہتر بنانے کی کوشش کرتا ہے۔ لہٰذا ضروری ہے کہ ہم اپنی زندگی کے ہر پہلو کو شعور، دانائی اور عمل کے ساتھ گزاریں تاکہ یہ مختصر سفر ہمارے لیے کامیابی اور نجات کا ذریعہ بن سکے۔ سب سے پہلے انسان کو اپنی عقل کی قدر پہچاننی چاہیے، کیونکہ عقل ہی اس کا سب سے بہترین دوست ہے۔ یہی وہ قوت ہے جو اسے اچھے اور برے میں تمیز سکھاتی ہے۔ لیکن یاد رکھیں کہ عقل اس وقت تک مکمل رہنمائی نہیں دے سکتی جب تک اسے علم کی روشنی حاصل نہ ہو۔ علم وہ دولت ہے جو انسان کو جہالت کے اندھیروں سے نکال کر شعور کی روشنی میں لے آتی ہے۔ جہالت واقعی سب سے بڑی بیماری ہے، کیونکہ یہ انسان کو نہ صرف دوسروں سے بلکہ خود اپنی حقیقت سے بھی دور کر دیتی ہے۔ اس لیے ہر شخص پر لازم ہے کہ وہ علم حاصل کرے، سیکھنے کا شوق پیدا کرے اور اپنی سوچ کو وسعت دے۔ یہ بھی ایک اٹل حقیقت ہے کہ علم دولت سے بہتر ہے۔ دولت وقتی آسائش فراہم کر سکتی ہے، مگر علم انسان کی شخصیت کو نکھارتا ہے اور ہر مشکل میں اس کی رہنمائی کرتا ہے۔ دولت کی حفاظت انسان کو خود کرنی پڑتی ہے، جبکہ علم انسان کی حفاظت کرتا ہے۔ لہٰذا ہمیں چاہیے کہ ہم اپنی ترجیحات کو درست کریں اور علم کو اپنی زندگی کا محور بنائیں۔ انسان کی کامیابی میں ادب کا کردار بھی نہایت اہم ہے۔ ادب وہ صفت ہے جو انسان کو دوسروں کے دلوں میں جگہ دیتی ہے اور اسے عزت و وقار عطا کرتی ہے۔ بے ادب انسان خواہ کتنا ہی مالدار یا طاقتور کیوں نہ ہو، وہ لوگوں کے دلوں میں مقام حاصل نہیں کر سکتا۔ اس لیے ہمیں اپنے گفتار اور کردار میں نرمی، شائستگی اور احترام کو اپنانا چاہیے، کیونکہ یہی اوصاف ہمیں بلند مقام تک پہنچاتے ہیں۔ اسی طرح زندگی میں خاموشی کی اہمیت کو بھی نظر انداز نہیں کرنا چاہیے۔ اگر بات چاندی ہے تو خاموشی سونا ہے۔ ہر بات کہنا ضروری نہیں ہوتا، بلکہ بعض اوقات خاموشی اختیار کرنا زیادہ دانشمندی ہوتی ہے۔ خاموشی انسان کو غور و فکر کا موقع دیتی ہے اور اسے غیر ضروری تنازعات سے بچاتی ہے۔ اس لیے بولنے سے پہلے سوچنا اور ضرورت کے وقت خاموش رہنا ایک بہترین عادت ہے جسے اپنانا چاہیے۔ مزید برآں، مشورہ کرنا ایک ایسی خوبی ہے جو انسان کو غلطیوں سے بچاتی ہے۔ جو شخص دوسروں سے مشورہ کرتا ہے، وہ دراصل اپنی کمزوریوں کا اعتراف کرتا ہے اور بہتر فیصلہ کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ یہ بات یاد رکھیں کہ مشورہ کرنے والا کبھی ہلاک نہیں ہوتا، کیونکہ وہ اپنی سوچ کو دوسروں کے تجربات سے مضبوط بنا لیتا ہے۔ لہٰذا ہمیں اپنی انا کو ایک طرف رکھ کر اہلِ علم اور اہلِ تجربہ لوگوں سے رہنمائی حاصل کرنی چاہیے۔ انسان کی اصل قدر و قیمت اس کی ہمت کے مطابق ہوتی ہے۔ ہمت وہ قوت ہے جو انسان کو مشکلات کا مقابلہ کرنے اور اپنے مقصد کے حصول کے لیے ثابت قدم رہنے کا حوصلہ دیتی ہے۔ بزدل انسان ہمیشہ پیچھے رہ جاتا ہے، جبکہ باہمت شخص ہر رکاوٹ کو عبور کر لیتا ہے۔ اس لیے ہمیں چاہیے کہ ہم اپنی ہمت کو مضبوط کریں، مایوسی سے بچیں اور ہر حال میں آگے بڑھنے کی کوشش جاری رکھیں۔ یہ بات ذہن نشین کر لینی چاہیے کہ کامیاب زندگی وہی ہے جس میں عقل، علم، ادب، خاموشی، مشورہ اور ہمت سب یکجا ہوں۔ یہ تمام اوصاف نہ صرف انسان کو دنیا میں کامیاب بناتے ہیں بلکہ اسے ایک بہتر انسان بھی بناتے ہیں۔ لہٰذا ہمیں چاہیے کہ ہم ان اصولوں کو محض پڑھنے یا سننے تک محدود نہ رکھیں بلکہ انہیں اپنی عملی زندگی کا حصہ بنائیں۔ یہی وہ راستہ ہے جو ہمیں کامیابی، سکون اور حقیقی فلاح کی طرف لے جاتا ہے۔

Published By: Ulama Foundation Nepal, Bhairahwa, Rupandehi Lumbini Pradesh Nepal, Reg: 372860
Email:- weeklynepalurdutimes@gmail.com, Web site: www.nepalurdutimes.com, Contact:- +91 8795979383, +977 9817619786, +9779821442810

ممتا بنرجی کا اسمبلی حلقہ بھوانی پور

تحریر: محمد ہاشم القاسمی
(خادم دارالعلوم پاڑا ضلع پرولیا مغربی بنگال)

مغربی بنگال کی سیاست میں جب بھی اقتدار کے توازن کی بات ہوتی ہے، تو کولکتہ کے قلب میں واقع ایک چھوٹی سی مگر انتہائی اہم اسمبلی نشست 'بھوانی پور' کا ذکر ناگزیر ہو جاتا ہے۔ بھوانی پور محض ایک انتخابی حلقہ نہیں ہے، بلکہ اسے بنگال کی سیاست کا 'اعصابی مرکز' (Nerve Centre) کہا جائے تو غلط نہ ہوگا۔ جنوبی کولکتہ کا یہ علاقہ نہ صرف وزیر اعلیٰ ممتا بنرجی کا سیاسی گڑھ ہے، بلکہ یہ بنگال کی بدلتی ہوئی سیاسی وفاداریوں کی ایک زندہ مثال بھی ہے۔ بھوانی پور کی سب سے بڑی خصوصیت اس کا متنوع سماجی ڈھانچہ ہے۔ یہاں بنگالیوں کے ساتھ ساتھ گجراتی، مارواڑی، پنجابی اور مسلم کمیونٹی کی ایک بڑی تعداد آباد ہے۔ لسانی اور مذہبی رنگوں کے اس حسین امتزاج کی وجہ سے اسے 'منی انڈیا' کہا جاتا ہے۔ یہی تنوع اس سیٹ کو سیاسی طور پر حساس اور پیچیدہ بناتا ہے، کیونکہ یہاں کی جیت صرف ایک طبقے کی حمایت سے ممکن نہیں بلکہ تمام طبقات کو ساتھ لے کر چلنے کا فن مانگتی ہے۔ تاریخی طور پر بھوانی پور کانگریس کا ناقابل تسخیر قلعہ رہا ہے۔ ۱۹۵۰ اور ۶۰ کی دہائی میں یہاں کانگریس کے بڑے لیڈروں کا طوطی بولتا تھا۔ لیکن ۱۹۹۸ میں جب ممتا بنرجی نے ترنمول کانگریس (TMC) کی بنیاد رکھی، تو اس علاقے کی سیاسی فضا بدلنے لگی۔ ممتا بنرجی، جو اسی علاقے کی رہائشی ہیں اور جن کا گھر 'ہریش چٹرجی اسٹریٹ' پر واقع ہے، نے یہاں کے عوام کے ساتھ ایک جذباتی رشتہ استوار کیا۔ آہستہ آہستہ کانگریس کا روایتی ووٹ بینک ٹی ایم سی کی طرف منتقل ہو گیا اور آج یہ سیٹ ممتا بنرجی کی طاقت کی علامت بن چکی ہے۔ ۲۰۱۱ میں جب ممتا بنرجی نے ۳۴ سالہ بائیں بازو (Left Front) کے اقتدار کا سورج غروب کیا، تو انہوں نے اپنی سیاسی بساط کے لیے بھوانی پور کا ہی انتخاب کیا۔ ۲۰۱۱، ۲۰۱۶ اور پھر ۲۰۲۱ کے تاریخی ضمنی انتخاب میں ان کی ریکارڈ ساز جیت نے یہ ثابت کر دیا کہ یہاں کے عوام اپنی 'گھر کی بیٹی' پر ہر بار بھرپور اعتماد کرتے ہیں۔ ۲۰۲۱ کے ضمنی انتخاب میں ۵۸ ہزار سے زائد ووٹوں کی جیت نے اپوزیشن کے ان تمام دعوؤں کو مسترد کر دیا تھا کہ یہاں کی غیر بنگالی آبادی ممتا بنرجی سے دور ہو رہی ہے۔

گزشتہ چند برسوں میں، خاص طور پر ۲۰۱۹ کے لوک سبھا انتخابات کے بعد، بھوانی پور کا سیاسی میدان 'دو قطبی' (Bipolar) ہو چکا ہے۔ بھارتیہ جنتا پارٹی (BJP) نے یہاں کے کاروباری اور غیر بنگالی طبقے میں اپنی جڑیں مضبوط کرنے کی بھرپور کوشش کی ہے۔ بی جے پی کی آمد نے اس الیکشن کو 'بنگالی شناخت' بمقابلہ 'ہندوتوا اور ترقی' کی بحث میں بدل دیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اب یہاں کا انتخاب صرف گلیوں کی ترقی پر نہیں بلکہ بڑے سیاسی نظریات کی بنیاد پر لڑا جاتا ہے۔ جیسے جیسے مغربی بنگال میں اگلے اسمبلی انتخابات قریب آرہے ہیں، بھوانی پور ایک بار پھر مرکزِ نگاہ ہے۔ ٹی ایم سی کے لیے یہ اپنی ساکھ بچانے کی جنگ ہے، جبکہ بی جے پی کے لیے یہ ممتا بنرجی کے قلعے میں سیندھ لگانے کا سنہری موقع۔ یہاں کے اہم مسائل میں شہری بنیادی ڈھانچہ، تاجروں کا تحفظ اور ریاستی حکومت کی فلاحی اسکیموں (جیسے لکشمی بھنڈار) کا اثر شامل ہے۔ بھوانی پور کا انتخابی نتیجہ صرف ایک سیٹ کا فیصلہ نہیں ہوتا، بلکہ یہ پورے مغربی بنگال کے سیاسی موڈ کا آئینہ دار ہوتا ہے۔ اگر ممتا بنرجی یہاں مضبوط رہتی ہیں، تو اس کا مطلب ہے کہ کولکتہ کا تخت محفوظ ہے۔ لیکن اگر یہاں کے نتائج میں کوئی بڑا الٹ پھیر ہوتا ہے، تو یہ بنگال کی سیاست میں ایک بڑے طوفان کا پیش خیمہ ثابت ہو سکتا ہے۔

بھوانی پور ایک ایسا حلقہ ہے جہاں ووٹرز کی تعداد میں وقت کے ساتھ ساتھ اضافہ ہوا ہے۔ ۲۰۲۱ کے عام انتخابات اور ضمنی انتخاب کے دوران جو اعداد و شمار سامنے آئے، وہ کچھ یوں ہیں: کل ووٹرز (۹۳۵، ۰۰، ۲ سے ۰۰۰، ۱۰، ۲ کے درمیان جس میں مرد ووٹرز تقریباً ۰۰۰، ۱۱، ۱ (۵۳٪) خواتین ووٹرز تقریباً ۰۰۰، ۹۸ (۴۷٪) بتایا گیا ہے۔ بھوانی پور میں نوجوان ووٹرز (خاص طور پر فرسٹ ٹائم ووٹرز) کی تعداد بھی تیزی سے بڑھ رہی ہے۔ یہ نوجوان سوشل میڈیا اور جدید ترقیاتی ایشوز سے متاثر ہوتے ہیں، جو کہ بی جے پی اور ٹی ایم سی دونوں کے لیے ایک بڑا ٹارگیٹ گروپ ہیں۔

ممتا بنرجی کی 'لکشمی بھنڈار' اور دیگر خواتین سے متعلق فلاحی اسکیموں کی وجہ سے یہاں خواتین ووٹرز کا ایک بڑا حصہ روایتی طور پر ترنمول کانگریس کی طرف مائل رہا ہے۔ جیسا کہ پہلے ذکر ہوا، یہاں کے کل ووٹرز میں ایک بڑی تعداد (تقریباً ۴۰ فیصد) غیر بنگالیوں کی ہے، جن میں گجراتی اور مارواڑی ووٹرز کا اثر و رسوخ بہت زیادہ ہے۔ مغربی بنگال کی سیاست میں ممتا بنرجی نے ایک بار پھر 'براہ راست مالی امداد' (Direct Benefit Transfer) کا وہ کارڈ کھیلا ہے جس کا توڑ فی الحال اپوزیشن کے پاس نظر نہیں آتا۔ حال ہی میں شروع کی گئی 'بنگلار یوا ساتھی' اسکیم، جس کے تحت ۲۱ سے ۴۰ سال کی عمر کے میٹرک (مدھیامک) پاس بے روزگار نوجوانوں کو ماہانہ ۱۵۰۰ روپے دیے جا رہے ہیں، ۲۰۲۶ کے اسمبلی انتخابات میں ایک بڑا سیاسی طوفان لانے کی صلاحیت رکھتی ہے۔ سیاسی تجزیہ نگاروں کا ماننا ہے کہ جس طرح ۲۰۲۱ کے انتخابات میں 'لکشمی بھنڈار' نے خواتین کے ووٹوں کو ترنمول کانگریس (TMC) کے حق میں یکطرفہ کر دیا تھا، اب یہ نئی اسکیم نوجوان ووٹرز کے ایک بڑے حصے کو حکومت کا وفادار بنانے کی کوشش ہے۔ ریاست کے بجٹ میں اس کے لیے تقریباً ۵۰۰۰ کروڑ روپے مختص کیے گئے ہیں، جس سے اندازاً ۲۷ لاکھ سے زائد نوجوان مستفید ہوں گے۔

اس اسکیم کا اثر صرف مالی امداد تک محدود نہیں، بلکہ اس کے نفسیاتی اور سیاسی معنی بہت گہرے ہیں: یہ اسکیم ان لاکھوں نوجوانوں کو ایک سہارا فراہم کرتی ہے جو ملازمت کی تلاش میں ہیں یا کسی مسابقتی امتحان کی تیاری کر رہے ہیں۔ بی جے پی اور دیگر جماعتیں اسے "انتخابی رشوت" قرار دے رہی ہیں، لیکن غریب اور متوسط طبقے کے لیے یہ ۱۵۰۰ روپے ایک بڑی ضرورت کو پورا کرتے ہیں، جس کی وجہ سے اپوزیشن کا تنقیدی بیانیہ کمزور پڑ سکتا ہے۔ آثار بتا رہے ہیں کہ ۲۰۲۶ کی مہم میں ٹی ایم سی اس اسکیم کو اپنی سب سے بڑی کامیابی کے طور پر پیش کرے گی، خاص طور پر ان علاقوں میں جہاں بے روزگاری ایک سنگین مسئلہ ہے۔ بھوانی پور کے دو لاکھ سے زائد ووٹرز میں سے خواتین کی بڑی تعداد ممتا بنرجی کی 'سائیکل' (خاموش ووٹ بینک) ثابت ہوتی ہے، جبکہ نوجوان طبقہ روزگار اور آئی ٹی (IT) سیکٹر میں ترقی کے خواب لے کر پولنگ بوتھ تک جاتا ہے۔ ممتا بنرجی کی اس اسکیم (جسے عام طور پر 'یوواشری' (Yuvasree) یا اسی طرز کی حالیہ مالی امدادی اسکیموں کے تناظر میں دیکھا جا رہا ہے) کا مغربی بنگال کی سیاست، خاص طور پر ۲۰۲۶ کے اسمبلی انتخابات پر بہت گہرا اثر پڑنے والا ہے۔

اگرچہ پندرہ سو روپے بظاہر ایک چھوٹی رقم لگتی ہے، لیکن زمینی سطح پر اس کے اثرات درج ذیل ہو سکتے ہیں: ا بنگال میں بے روزگاری ایک بڑا انتخابی مسئلہ رہا ہے۔ میٹرک پاس نوجوانوں کو براہ راست مالی امداد دے کر ممتا بنرجی ان لاکھوں نوجوانوں کو اپنی طرف مائل کرنا چاہتی ہیں جو پہلی بار ووٹ ڈالیں گے۔ یہ رقم ان کے لیے انٹرنیٹ پیک، فارم بھرنے کی فیس یا چھوٹے اخراجات میں مددگار ثابت ہوتی ہے، جس سے ووٹر کے دل میں حکومت کے لیے ایک "نرم گوشہ" پیدا ہوتا ہے۔ ۲. 'لکشمی بھنڈار' کی طرح کا اثر جس طرح 'لکشمی بھنڈار' اسکیم (خواتین کے لیے مالی امداد) نے ۲۰۲۱ کے انتخابات میں ترنمول کانگریس (TMC) کو یکطرفہ جیت دلانے میں مدد کی تھی، اسی طرح یہ نئی اسکیم نوجوانوں کے لیے "سوشل سیکیورٹی" کا کام کرے گی۔ یہ براہ راست فائدہ (DBT) ووٹر اور حکومت کے درمیان ایک مضبوط رشتہ قائم کرتا ہے۔ ۳. بنگال کے دیہی علاقوں (جیسے پورولیا، بانکوڑا یا مدناپور) میں پندرہ سو روپے کی اہمیت شہروں کے مقابلے زیادہ ہے۔ وہاں کے غریب گھرانوں کے لیے یہ رقم ایک سہارا بنتی ہے۔ جب گھر کے نوجوان کو یہ رقم ملے گی، (رواں ماہ یہ رقم نوجوانوں کے اکاؤنٹ میں آچکی ہے) تو پورے خاندان کا سیاسی جھکاؤ حکمران جماعت کی طرف ہونے کے امکانات بڑھ جاتے ہیں۔ 4. بی جے پی اور بائیں بازو (Left) اکثر ٹی ایم سی پر "خیراتی سیاست" کا الزام لگاتے ہیں۔ لیکن جب عوام کی جیب میں براہ راست پیسہ پہنچتا ہے، تو اپوزیشن کے لیے "ترقی" یا "بدعنوانی" جیسے نعروں سے ووٹر کو توڑنا مشکل ہو جاتا ہے۔ اپوزیشن کے پاس اب اس کا توڑ کرنے کے لیے اس سے بڑی کسی مالی اسکیم کا وعدہ کرنا پڑے گا۔ 5. اس اسکیم کا ایک مثبت سماجی اثر یہ بھی ہو سکتا ہے کہ غریب والدین اپنے بچوں کو کم از کم میٹرک (مدھیامک) پاس کروانے کی کوشش کریں گے تاکہ وہ اس سرکاری امداد کے اہل بن سکیں۔ جیسے کنیا شری: اس کا بنیادی مقصد لڑکیوں کو اسکولوں تک لانا اور کم عمری کی شادی کو روکنا تھا۔ اس نے تعلیمی میدان میں ڈراپ آؤٹ ریٹ کو کم کرنے میں بڑی کامیابی حاصل کی۔ اسی طرح یوا ادھیکار اسکیم کو اگر صحیح طریقے سے نافذ کیا جائے، تو یہ تعلیم مکمل کرنے والے نوجوانوں کو بے روزگاری کے بھنور سے نکال کر معاشی طور پر خود مختار بنا سکتی ہے۔ جیسے کنیا شری میں براہِ راست نقد رقم کی منتقلی (DBT) نے غریب خاندانوں کے لیے بیٹیوں کی پڑھائی کا بوجھ ہلکا کیا۔ بالکل ایسے ہی یوا ادھیکار کے تحت ملنے والے وظیفے یا اسٹارٹ اپ فنڈز نوجوانوں کو مقابلے کے امتحانات کی تیاری یا اپنا چھوٹا کاروبار شروع کرنے کی ہمت دے سکتے ہیں۔ جس طرح کنیا شری نے خواتین کو با اختیار بنایا، اسی طرح نوجوانوں کے لیے مخصوص پالیسیاں انہیں منفی سرگرمیوں سے دور رکھ کر ریاست کی تعمیرِ نو میں شامل کر سکتی ہیں۔ خلاصہ کلام یہ ہے کہ سیاسی بیانیے اپنی جگہ، لیکن عوامی فلاحی اسکیمیں (Social Welfare Schemes) ہی وہ اصل پیمانہ ہیں جو کسی بھی لیڈر یا پارٹی کے لیے عوام کا اعتماد جیتنے کا ذریعہ بنتی ہیں۔ *

ہماری نمازیں بے اثر کیوں؟

ایک غور طلب فکری واصلاحی جائزہ

از قلم:
ڈاکٹر مولانا محمد عبدالسمیع ندوی
اسسٹنٹ پروفیسر، مولانا آزاد کالج آف آرٹس
، سائنس اینڈ کامرس، اورنگ آباد
موبائل: ۹۳۲۵۲۱۷۳۰۶

آج کا مسلمان ایک عجیب تضاد کا شکار ہے۔ ایک طرف وہ نماز، روزہ، حج اور دیگر عبادات کا اہتمام کرتا ہے، دوسری طرف اس کی انفرادی اور اجتماعی زندگی میں بے سکونی، بے برکتی اور مسائل کا طوفان تھمنے کا نام نہیں لیتا۔ سوال یہ ہے کہ آخر ہماری نمازیں وہ اثر کیوں نہیں دکھا رہیں جن کا وعدہ قرآن و حدیث میں کیا گیا ہے؟ زیرِ نظر چارٹ اسی حقیقت کو نہایت سادہ مگر گہرے انداز میں واضح کرتا ہے۔

یہ مثال ایک پانی کے نظام (Water System) کی ہے، جس کے ذریعے یہ سمجھایا گیا ہے کہ نماز، ایمان، شریعت، جماعت اور روزہ مل کر ایک مکمل نظام بناتے ہیں۔ اگر اس نظام کا کوئی حصہ کمزور یا خراب ہو جائے تو پورا نظام متاثر ہوتا ہے۔

سب سے پہلے ایمان کو اس نظام کا ''سورس'' یعنی اصل منبع قرار دیا گیا ہے۔ ایمان وہ بنیاد ہے جس سے تمام اعمال کو قوت ملتی ہے۔ اگر ایمان کمزور ہو، اللہ پر یقین متزلزل ہو، یا آخرت کا تصور دھندلا جائے تو پھر عبادات محض رسم بن کر رہ جاتی ہیں۔ مضبوط ایمان ہی وہ قوت ہے جو انسان کے دل میں خشیت، اخلاص اور عمل کی روح پیدا کرتی ہے۔

اس کے بعد نظامِ جماعت کا ذکر آتا ہے، جسے ایک منظم ڈھانچے سے تعبیر کیا گیا ہے۔ اسلام محض انفرادی عبادات کا نام نہیں بلکہ ایک مکمل اجتماعی نظام بھی ہے۔ جب مسلمان نظم و ضبط، اتحاد اور اجتماعی شعور سے دور ہو جاتے ہیں تو ان کی قوت منتشر ہو جاتی ہے۔ مسجد کی جماعت سے لے کر امت کی اجتماعی وحدت تک، ہر سطح پر نظم کی پابندی ضروری ہے۔ پھر آتا ہے شریعت، جسے ''انفراسٹرکچر'' کہا گیا ہے۔ شریعت وہ مکمل ضابطۂ حیات ہے جو زندگی کے ہر شعبے کو منظم کرتا ہے۔ تجارت ہو یا سیاست، عدالت ہو یا معیشت، اگر ان شعبوں میں اسلامی اصولوں کو نظرانداز کیا جائے تو گویا پورا نظام کمزور بنیادوں پر کھڑا ہو جاتا ہے۔ صرف نماز پڑھ لینے سے زندگی کے باقی معاملات درست نہیں ہو جاتے، بلکہ شریعت کا مکمل نفاذ ضروری ہے۔

اسی طرح نماز کو اس نظام کی ''پاور سورس'' یعنی توانائی کا ذریعہ بتایا گیا ہے۔ نماز وہ عبادت ہے جو انسان کو اللہ سے جوڑتی ہے، اسے گناہوں سے روکتی ہے اور روحانی طاقت عطا کرتی ہے۔ لیکن جب نماز میں خشوع و خضوع نہ ہو، دل حاضر نہ ہو، اور نیت خالص نہ ہو تو یہ طاقت پیدا نہیں ہو پاتی۔ قرآن کہتا ہے: ''إِنَّ الصَّلَاةَ تَنْهَىٰ عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنكَرِ بے شک نماز بے حیائی اور برائی سے روکتی

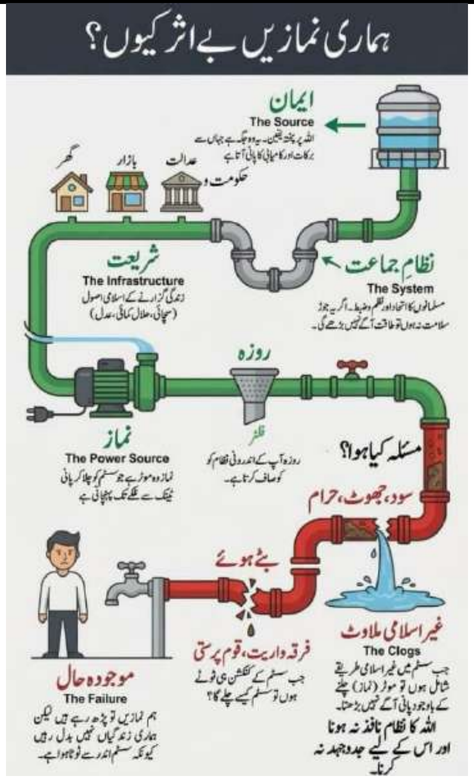

ہے۔ اگر ہماری نماز ہمیں برائی سے نہیں روک رہی تو ہمیں اپنی نماز کا جائزہ لینا ہوگا۔
''إِنَّ الصَّلَاةَ تَنْهَىٰ عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنكَرِ''
(بے شک نماز بے حیائی اور برائی سے روکتی ہے)
پھر سوال پیدا ہوتا ہے کہ جب قرآن کا وعدہ سچا ہے تو ہماری نمازیں بے اثر کیوں نظر آتی ہیں؟ اس کا جواب یہ ہے کہ نماز بے اثر نہیں ہوئی، بلکہ ہم نے نماز کو اس کی اصل روح اور مقصد کے ساتھ ادا کرنا چھوڑ دیا ہے۔

۱. روحِ نماز سے دوری

آج ہماری نماز اکثر صرف ظاہری حرکات کا مجموعہ بن گئی ہے۔ قیام، رکوع اور سجدہ تو ادا ہوتے ہیں، مگر دل حاضر نہیں ہوتا۔
جب نماز میں خشوع و خضوع نہیں ہوتا تو وہ محض ایک رسم بن جاتی ہے، جو زندگی میں انقلاب نہیں لا سکتی۔

۲. قرآن کو سمجھے بغیر پڑھنا

ہم نماز میں قرآن کی تلاوت تو کرتے ہیں، لیکن اس کے معانی اور پیغام سے ناواقف رہتے ہیں۔
جب انسان کو معلوم ہی نہ ہو کہ وہ اپنے رب سے کیا کہہ رہا ہے تو دل پر اثر کیسے ہوگا؟

۳. گناہوں پر اصرار

بعض اوقات انسان نماز بھی پڑھتا ہے اور ساتھ ہی گناہوں میں بھی مبتلا رہتا ہے۔ یاد رکھئے! نماز برائی سے روکتی ہے، لیکن جب انسان خود رکنے کا ارادہ نہ کرے تو نماز کا اثر ظاہر نہیں ہوتا۔

۴. نماز کو بوجھ سمجھنا

کئی لوگ نماز کو ایک ذمہ داری یا بوجھ سمجھ کر ادا کرتے ہیں، نہ کہ اللہ سے ملاقات کا موقع۔
جب تک نماز میں محبت، شوق اور تعلقِ الٰہی پیدا نہیں ہوگا، اس کا حقیقی اثر ظاہر نہیں ہوگا۔

۵. باجماعت نماز اور ماحول کا فقدان
تنہا اور جلدی جلدی پڑھی جانے والی نماز بھی اثر کو کم کر دیتی ہے۔
باجماعت نماز، صالح ماحول اور نیک صحبت انسان کی نماز کو زندہ بناتے ہیں۔

نماز ایک ایسی عبادت ہے جو اگر صحیح روح، شعور اور اخلاص کے ساتھ ادا کی جائے تو انسان کی پوری زندگی بدل دیتی ہے۔
مسئلہ نماز میں نہیں، بلکہ ہماری ادائیگی، نیت اور کیفیت میں ہے۔
جب نماز میں دل شامل ہوگا، قرآن سمجھ کر پڑھا جائے گا، اور گناہوں سے بچنے کا پختہ ارادہ ہوگا، تو وہی نماز یقیناً ہمیں ہر برائی سے روک دے گی۔
پھر روزہ کو ایک فلٹر (Filter) کے طور پر پیش کیا گیا ہے۔ روزہ انسان کے نفس کو پاک کرتا ہے، خواہشات کو قابو میں رکھتا ہے اور اندرونی صفائی پیدا کرتا ہے۔ اگر انسان روزے کی روح کو نہ سمجھے اور صرف بھوکا پیاسا رہنے کو کافی سمجھے تو یہ فلٹر اپنا کام نہیں کر پاتا۔
چارٹ کا سب سے اہم اور چونکا دینے والا حصہ ''مسئلہ کیا ہوا؟'' کے عنوان سے ہے، جہاں دو بڑی خرابیاں بیان کی گئی ہیں:
اول، سود، جھوٹ اور حرام——
یہ وہ گندگی ہے جو پورے نظام میں داخل ہو کر اسے آلودہ کر دیتی ہے۔ جب معیشت سود پر قائم ہو، معاملات میں جھوٹ اور دھوکہ ہو، اور حرام کمائی عام ہو جائے تو عبادات کا اثر کم ہو جاتا ہے۔
دوم، فرقہ واریت اور قوم پرستی
یہ وہ دراڑ ہے جو نظام کو توڑ دیتی ہے۔ جب امت ایک ہونے کے بجائے گروہوں میں بٹ جائے، تعصب اور نفرت عام ہو جائے تو اجتماعی طاقت ختم ہو جاتی ہے۔
مزید برآں، غیر اسلامی ملاوٹ کو بھی ایک بڑی رکاوٹ کے طور پر پیش کیا گیا ہے۔ جب دین میں غیر اسلامی رسومات، بدعات اور دنیاوی نظریات شامل ہو جاتے ہیں تو دین کی اصل روح متاثر ہوتی ہے، اور پھر عبادات کا حقیقی فائدہ حاصل نہیں ہوتا۔ آخر میں ''موجودہ حال'' کو ایک ناکام نظام (Failure) کے طور پر دکھایا گیا ہے، جہاں نل کھلا ہے مگر پانی نہیں آ رہا۔ یعنی نمازیں موجود ہیں، مگر اثر نہیں؛ عبادات ہیں، مگر برکت نہیں۔ اس کی وجہ یہی ہے کہ پورا نظام کہیں نہ کہیں خراب ہو چکا ہے۔

حل کیا ہے؟

حل نہایت واضح ہے مگر محنت طلب:
ایمان کی تجدید، نماز میں خشوع، شریعت کی مکمل پیروی، حرام سے اجتناب، اور امت کی وحدت کی بحالی۔ ہمیں اپنی انفرادی اور اجتماعی زندگی کا سنجیدگی سے جائزہ لینا ہوگا اور دین کو مکمل طور پر اپنانا ہوگا، نہ کہ جزوی طور پر۔
آخر میں یہی کہا جا سکتا ہے کہ نماز ایک مکمل نظام کا حصہ ہے، اگر ہم اس نظام کو درست کر لیں تو ہماری نمازیں بھی اثر دکھائیں گی، ہماری زندگیوں میں سکون آئے گا اور امت پھر سے عزت و وقار کی راہ پر گامزن ہو سکے گی۔

ایران کی دلیرانہ مزاحمت کے دور رس نتائج

محمد امین اللہ۔

28فروری 2026 کا سورج ابھی نصف النہار تک نہیں پہنچا تھا کہ امریکہ نے مذاکرات کی آڑ میں اسرائیل کے ساتھ مل کر ایران پر صبح 9 بجے بیک وقت تہران کے ساتھ کئی شہروں پر سیکڑوں طیاروں سے شدید حملہ کر دیا جس میں ایران کے رہبر اعلیٰ آیت اللہ خامنہ ای اپنے خاندان کے کئی افراد اور اعلیٰ فوجی قیادت کے ساتھ شہید کر دیئے گئے۔ اور بچیوں کے ایک اسکول پر بھی حملہ ہوا جس میں 165 معصوم بچیاں شہید ہو گئیں درجنوں عمارتیں ملبے میں تبدیل ہو گئیں۔ یہ حملہ گزشتہ سال جون کے حملے اور 12 دنوں کی جنگ میں ناکامی اور دسمبر میں عوامی بے چینی اور ہزاروں افراد کی ہلاکتوں ، سیکڑوں اسپتالوں ، مسجدوں اور سرکاری املاک کی بربادی کے بعد بھی ایران میں رجیم چینج کی ناکامی کے بعد کیا گیا اور اس کا بھی ہدف یہی تھا کہ آیت اللہ خامنہ ای اور صف اول کی فوجی قیادت کے بعد عوام دوبارہ سڑکوں پر نکل آئے گی اور انقلابی قیادت کی حکومت کا تختہ الٹ جائے گا اور اس کی جگہ رضا شاہ پہلوی کے بیٹے کو کٹ پتلی کے طور پر ایران میں حکمرانی دے کر ایران کی میزائل ٹیکنالوجی، اور ایٹمی صلاحیتوں کو ختم کر کے گریٹر اسرائیل کے منصوبے کو مکمل کر لیا جائے گا کیونکہ ایران کے بعد کوئی عرب ملک اس منصوبے میں رکاوٹ ڈالنے کی نہ صلاحیت رکھتا ہے اور نہ حوصلہ۔ ان تمام ممالک میں امریکہ کے 21 فوجی اڈے اور اک لاکھ سے زیادہ فوجی جدید ترین ہتھیاروں اور دفاعی نظام سے لیس موجود ہیں، طرفہ تماشا تو یہ ہے کہ یہ تمام فوجی اڈوں کے اخراجات اور اسلحہ عرب ممالک کی دولت پر شہنشاہوں کی حفاظت اور ایران کے حملے سے بچانے کے لئے ہے یہ فوجی بڑے بڑے ہوٹلوں میں شاہانہ طرز زندگی عربوں کی دولت سے گزارتے ہیں۔

امریکہ اور اسرائیل کی تمام امیدوں پر اس وقت پانی پھر گیا جب ایران کے تمام شہروں میں لاکھوں عوام رہبر اعلیٰ آیت اللہ خامنہ ای اور دیگر شہداء کے حق میں امریکہ ، اسرائیل سے انتقام کے لئے نکل پڑی۔ چند گھنٹوں کے اندر ایران نے اسرائیل کے تمام شہروں ، خلیجی ریاستوں میں موجود امریکہ کے تمام فوجی اڈوں پر شدید ترین میزائل سے حملے شروع کر دیئے۔ اور آبنائے ہرمز کو تمام دشمن ممالک کے بحری جہازوں کے لئے نہ صرف بند کرنے کا اعلان کیا بلکہ اس پر عملدرآمد بھی شروع کر دیا۔ امریکہ نے مہینوں سے اپنے دو بحری بیڑے ابراھم لنکن اور جیرالڈ فورڈ ایران کے قریب لاکر کھڑا کر دیا تھا جس سے دنیا ڈرتی ہے اور ایران کو ڈرا کر سرینڈر کرنے کی بات کر رہا تھا۔ لیکن ایران نے اس دھمکی کو پرکاہ کے برابر نہیں سمجھا اور ان بیڑوں پر بھی میزائل مارنا شروع کر دیا، ابھرام لنکن زخمی حالت میں کہیں پیچھے چھپ گیا ہے اور جیرالڈ فورڈ کے ایٹمی ریکٹر میں آگ لگنے کی وجہ سے لبنان کے ساحل کے قریب مرمت کے لئے کھڑا ہے جس کی درستگی میں کم سے کم 14 ماہ لگیں گے۔ ابتدائی تین چار دنوں میں ہی ایران نے خلیجی ریاستوں میں موجود امریکہ کے تمام اربوں ڈالر کے ریڈار اور دفاعی نظام کو تباہ و برباد کر دیا۔ ایران کے 20 پچیس ہزار کے نہایت جدید ڈرون کے حملوں کو روکنے کے لئے امریکہ ، اسرائیل کے کروڑوں ڈالر کے انٹر سیپٹر نے امریکہ اور اسرائیل کے نہ صرف مالی نقصان سے دوچار کر دیا بلکہ اس کی کمی کو دور کرنے کے لئے جنوبی کوریا سے دفاعی نظام کو منتقل کرنا پڑا ہے جو اب تک جاری 23 دنوں کی جنگ میں بالکل ناکارہ ہو چکے ہیں اور اب فضا میں ایرانی میزائلوں کی حکمرانی ہے۔

امریکہ کے مشہور زمانہ B 2 طیارہ اور F-35 بھی زمیں بوس ہو چکے ہیں۔ فضا میں Refueling کرنے والے 7 طیارے جن کی لاگت کئی billions ڈالر ہے تباہ کیئے جا چکے ہیں۔ ہر حملے کا دندان شکن جواب مل رہا ہے۔ تل ابیب اور کئی شہر غزہ کی طرح کھنڈر میں تبدیل ہو چکے ہیں۔ آج سے تقریباً دس دن پہلے ایران نے نیتن یاہو کے خفیہ مرکز پر حملہ کیا جس میں موساد کے چیف سے لے کر فوج کے اعلیٰ افسران اور نیتن یاہو کے مارے جانے کی خبریں عالمی میڈیا پر گردش کرنے لگیں لیکن اس دن کے بعد سے آج تک نیتن یاہو منظر عام پر نہیں آیا ہے۔ AI جنریٹیڈ اک وڈیو جاری کی گئی جس میں اس کی چھ انگلیاں نظر آ رہی ہیں۔

اس جاری جنگ کے دوران کئی مرتبہ اسرائیل نے سعودی عربیہ، قطر اور ترکیہ کی جانب میزائل حملے کیئے جس کا الزام ایران پر رکھا گیا تاکہ اس ناپاک منصوبے کے دوسرے حصے پر عمل ہو جائے اور عرب ممالک مشترکہ طور پر ایران پر حملہ کر دیں۔ لیکن یہ سازش اب تک پاکستان، ترکیہ اور چین کی کوششوں سے ناکام ہو رہی ہے۔ ایران خلیجی ریاستوں کے امریکی اڈوں پر حملے کر رہا ہے۔ آبنائے ہرمز کے بند ہو جانے کے بعد تیل کی قیمتوں میں ہوش ربا اضافے نے دنیا کی معیشت کو چرمرا کر رکھ دیا ہے۔ امریکہ کی تمام تر کوششوں اور نیٹو ممالک حتیٰ کہ چین اور شمالی کوریا سے مدد کی اپیل اور ان ممالک کے انکار نے ڈونلڈ ٹرمپ کو ہیجان میں مبتلا کر دیا ہے۔ ڈونلڈ ٹرمپ کے سب سے معتبر اور انسداد دہشت گری کے ذمہ دار کے استعفیٰ اور اس کے X پر بیانات نے خود ٹرمپ کی حکومت کو ڈانوا ڈول کر دیا ہے۔ امریکی عوام بھی اس جنگ کے خلاف سراپا احتجاج ہے۔ 21 مارچ کی رات امریکہ اور اسرائیل نے تمام تر بین الاقوامی قوانین کو بالائے طاق رکھ کر ایران کے ایٹمی مراکز پر حملے کیئے ہیں اور اس بات کا شدید خطرہ ہے کہ کہیں تابکاری نہ پھیل جائے۔ ایران نے بھی آؤ دیکھا نہ تاؤ چند گھنٹوں کے اندر اسرائیل کے ڈیمونا ایٹمی مرکز کے علاوہ عرات شہر پر شدید میزائل سے حملہ کیا ہے جہاں بڑے پیمانے پر ہلاکتوں کی اطلاعات ہیں۔ تاحال جنگ جاری ہے اس دوران آیت اللہ خامنہ ای کے بعد سب سے معتبر اور عالمی سطح پر قابل احترام اور آیت اللہ مجتبیٰ حسین کے مشیر اعلیٰ لارہ جانی بھی شہید کر دیئے گئے اور ان کے ساتھ intelligence کے چیف بھی شہید ہو گئے جن کے جنازے میں عوام کے جم غفیر کی شرکت دنیا کو دنگ کر رہی ہے۔ تاحال شدت کے ساتھ جنگ جاری ہے اور جنگی صورتحال کو مدنظر رکھتے ہوئے ماہرین اس بات کا خدشہ ظاہر کر رہے ہیں کہ ٹرمپ اپنی خفت مٹانے کے لئے کہیں ایران پر ایٹمی حملہ نہ کر دے جو تیسری عالمی جنگ کا پیش خیمہ بن جائے گا۔ اس کے بعد اسرائیل کا قائم رہنا ممکن نہیں ہے۔ یا پھر دجال کا خروج ہی رہ جائے گا۔ اس جنگ کو اوول ہاؤس میں امریکہ کے ایونجلسٹ پادریوں نے تو مزہبی جنگ قرار دے کر ٹرمپ کی کامیابی کے لئے دعائیں کیں ہیں۔ ایرانی قوم مٹ جائے گی مگر شکست تسلیم نہیں کرے گی کیونکہ یہ ان کی تاریخی قوم پرستی کا اک روحانی حصہ ہے۔

عمر فاروق رضی اللہ کے زمانے میں ایران کی فتح اور آتش پرستی کے کے خاتمے کو ایران کے قوم پرستوں کے دل میں آج بھی کانٹے کی طرح چبھتا ہے۔ یہ ایک الگ تاریخی حقیقت ہے جو ایرانی قوم کے دلوں میں موجود ہے لیکن وقت کا تقاضا یہ ہے کہ دنیا اور اسلام کی تباہی کے درپے امریکی طاغوت یہود و ہنود کے اتحاد خبیثہ کی جاریحت کے خلاف سیسہ پلائی ہوئی دیوار بن کر لڑا جائے۔

اس جنگ کا اصل مقصد ایران کی تباہی کے بعد گریٹر اسرائیل کے لئے راستہ صاف کرنا تھا۔ جس کے لئے ایرانی رجیم کو بدلنا، میزائل کی صلاحیت کو ختم کرنا اور ایٹمی صلاحیت کا خاتمہ تھا جو ہنوز دلی دور است کی صورت میں موجود ہے۔ ایران کی بے مثال مزاحمت اور ایرانی قوم کی استقامت و پامردی ہے۔

اقبال نے ایسی ہی ایمانی صورتحال کو مدنظر رکھتے ہوئے کہا تھا۔

دنیا کو ہے پھر معرکہ روح و بدن پیش۔
تہذیب نے پھر اپنے درندوں کا ابھارا۔
اللہ کو پامردئ مومن پہ بھروسہ۔
ابلیس کو یورپ کی مشینوں کا سہارا۔
تقدیر امم کیا ہے کوئی کہہ نہیں سکتا۔
مومن کی فراست ہو تو کافی ہے اشارہ۔

امریکہ اسرائیل کی مشترکہ جارحیت کے خلاف ایران کی مردانہ وار مقابلہ اور طویل ہوتی ہوئی جنگ آبنائے ہرمز کی بندش، امریکہ اور اسرائیل کے ایٹم بم کے علاوہ تمام مہلک ہتھیاروں کے استعمال کے جواب نے تل ابیب تا حیفہ ، عرات تا ڈیمونا کے تباہیوں نے اسرائیل اور امریکہ کے غرور اور عسکری بالادستی کو خاک میں ملا دیا ہے۔ امریکا کا بحری بیڑا دم دبا کر بھاگ چکا ہے اور پوری دنیا میں امریکی سپر میسی کا مذاق اڑایا جارہا ہے۔

گزرتے ہوئے دن کے ساتھ اس بات کے امکانات بڑھتے جارہے ہیں کہ شدید جھنجھلاہٹ میں امریکہ دوسری عالمی جنگ کی طرح کہیں ایران پر ایٹمی حملہ نہ کر دے یہ وہ دن ہو گا جب دنیا تیسری عالمی جنگ میں ملوث ہو جائے گی ۔ اسرائیل کا وجود بھی مٹ جائے گا۔ ایران کا یہ مطالبہ کہ جنگ بندی عارضی نہیں دائمی ہو گی ، ایران کے جنگی نقصانات کا تاوان ادا کرنا ہو گا۔ ایران دیگر ممالک کی طرح اپنی دفاع کے لئے آزاد ہو گا اور ایٹمی پروگرام کو پرامن مقاصد کے لئے جاری رکھے گا۔ خلیج کے تمام ریاستوں سے امریکہ اپنے فوجی اڈے ختم کرے۔ اس جنگ نے تمام عرب ممالک کو یہ سوچنے پر اور فیصلہ کرنے پر بالآخر مجبور کر دے گا کہ جس امریکہ کو، Rent a army for their defense انہوں نے کھربوں ڈالر کے اخراجات اور Petro dollar معاہدے کے بدر کھا تھا وہ تو خود اپنی حفاظت نہیں کر سکا تو ان کی حفاظت کیا خاک کرے گا۔ اس ضمن میں پاکستان، ترکیہ اور چین کی سفارتی کوششیں برائے جنگ بندی اب برگ و بار لا رہی ہے اور کچھ امید ہو چلی ہے کہ پاکستان کہ میزبانی میں مذاکرات شروع ہو جائیں لیکن اسرائیل یہ کبھی نہیں چاہے گا کہ جنگ بند ہو ۔ نیتن یاہو کی حکومت کی بقاء جنگ جاری رہنے میں ہے یہ ایک صیہونی ایجنڈا برائے گریٹر اسرائیل ہے جس کے پیچھے الومیناٹی تحریک کے سرمایہ دار سون سسٹر کے یہودی سرمایہ دار ہیں جن کے قبضے میں امریکی اسٹیبلشمنٹ اور پینٹاگون کے منصوبہ ساز ہیں۔

جس جنگ کو امریکہ ، اسرائیل اور باقی دنیا دو چار دنوں یا ہفتے بھر کا کھیل سمجھ رہی تھی آج کالم کی تحریر تک 28 دن ہو چکے ہیں اور یہ جنگ اس وقت تک جاری رہے گی جب تک ایران چاہے گا ۔ بہر حال اب اس کے دور رس نتائج کیا ہوں گے اس کے ممکنہ اثرات پر نظر ڈالتے ہیں۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ امریکہ اور اسرائیل کے تمام منصوبے اور اہداف ناکام ہو چکے ہیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ آبنائے ہرمز کی بندش نے تمام دنیا کی معیشت کو خسارے میں ڈال دیا ہے اور اگر یہ جنگ مزید طول کھینچتی ہے تو ایران اپنے حلیف ہوشی کے ذریعے بحر احمر کی سمندری گزرگاہ کو بند کروادے گا جس کے انتظار میں ہوشی جنگجو اشارے کے منتظر ہیں ۔ اس کے بعد لا محالہ عرب بھی اس جنگ میں اپنی بقاء کے لئے کود پڑیں گے اور یہی اسرائیل و امریکہ کا منصوبہ بھی ہے۔ اگر ایران کے جزیرہ خار پر امریکہ اپنے منصوبے کے مطابق قبضہ کرنے کی کوشش کرے گا تو ایران متحدہ عرب امارات اور بحرین کویت پر قبضہ کرنے کے لئے اپنی فوجیں داخل کر دے گا جس کی ملکیت کا دعویٰ وہ کرتا رہا ہے۔ عرب حکمرانوں کو صرف اور صرف اپنی حکمرانی کی فکر ہے جس کے لئے وہ کچھ بھی کر سکتے ہیں۔ نہ ان کو امت مسلمہ کی ، نہ فلسطین اور نہ اقصیٰ کی فکر ہے بلکہ وہ تو حرمین شریفین کی دفاع کے قابل بھی نہیں ہیں۔ بے شک انہوں نے جدید ہتھیاروں کا ذخیرہ تو کر لیا ہے مگر یہ اسے استعمال کرنے کی اہلیت بھی نہیں رکھتے یہ سب امریکیوں کے بھروسے جی رہے ہیں۔ اگر یہ دونوں آبی گذرگاہیں بند ہو جاتی ہیں تو دنیا بھر کے اقوام کی سانسیں رکنا شروع ہو جائیں گی پھر دنیا اپنی بقاء کے لئے اس جنگ میں کود پڑے گی اور عالمی جنگ شروع ہو جائے گی ۔ پاکستان سعودی عرب کے ساتھ دفاعی معاہدے سے مجبور ہو کر اس جنگ میں مجبوراً شریک ہو گا جو پاکستان کی سالمیت کے لئے اک خطرناک شروعات ہو گی۔ یہی وجہ ہے کہ پاکستان، ترکیہ اور چین کی بھرپور کوشش ہے کہ یہ جنگ مذاکرات کے ذریعے بند ہو جائے۔ مگر روس کا کردار منفی ہے وہ یوکرین میں امریکی مداخلت کو اور یورپین ممالک کے شمولیت کو ختم کرنے کے لئے اس جنگ کی طوالت کے ذریعے حاصل کرنا چاہتا ہے۔ روسی اپنا تیل اب سستے دام کے بجائے عالمی نرخوں پر بیچ رہا ہے جس سے اس کی گرتی ہوئی معیشت سنبھل رہی ہے ۔ بھارت اسرائیل کی کھلی حمایت کر کے فی الحال بحران اور عالمی سطح پر تنہائی کا شکار ہو چکا ہے اور وہ پاکستان کے خلاف کسی جارحیت کا ارتکاب کر سکتا ہے۔ ایران کی صف اول ، دوئم اور اب تیسری قیادت کے بھی شہید ہو چکی ہے لہذا آنے والی نوجوان قیادت پہلے سے زیادہ سخت گیر مگر عالمی سیاسی بساط پر نابالغ ہونے کی وجہ سے غلطیوں کی مرتکب ہو رہی ہے اور اس بات کا امکان ہے کہ وہ مسلم دنیا کی عوام کی حمایت سے محروم ہو کر عالمی تنہائی کا شکار ہو جائے گی ۔ اور اک نیا باب جنگ نہ شروع ہو جائے جس کا عنوان فرقہ وارانہ ہو جائے اور یہی عالم کفر کی جیت کا سبب بن سکتا ہے۔ بہر حال اللہ کے فیصلے انسانوں کے منصوبوں کا محتاج نہیں۔

عصر نورات ہے، دھندلا سا ستارا تو ہے۔ علامہ اقبال۔

ایٹمی حملے کے خدشات بھی موجود ہیں جو دنیا کی تباہی کا پیش خیمہ اور ایران و اسرائیل کے بربادی پر منتج ہو۔

تاقیامت اسلام اور مسلمان زندہ رہیں گے۔
شداد آیا نمرود آیا زمانے میں آئے فرعون کتنے۔
اسلام غالب ہو کر رہے گا لٹاتے رہیں گے ہم اپنی جوانی۔

محمد امین اللہ۔

وہاٹشپ نمبرات برائے رابطہ
+918795979383۔
+9779817619786
+91 7398 208

طالبان علوم نبویہ سے کچھ باتیں

عبدالقدوس مصباحی۔
دار العلوم فیض رضا، شاہین نگر، حیدر آباد، تلنگانہ۔

عزیز طلبہ! آپ اِس حقیقت سے پورے طور سے واقف ہیں کہ اساتذۂ کرام کے ذمے جو کتابیں ہوا کرتی ہیں، اساتذہ پہلے خود ہی راتوں رات اُن کتابوں کا مطالعہ کرتے ہیں۔ کتاب کے اَوراق میں بکھرے موتیوں کو یکجا کرتے ہیں، پھر دوسرے دن درس گاہ میں حاضر ہو کر درسی تقریر کی صورت میں علم و فضل کے گوہر لٹاتے ہیں۔ لیکن عموماً ایسا ہوتا ہے کہ اکثر طلبہ فقط اپنی جسمانی ساخت کو شریکِ درس کر کے، قلب و جگر و روح کو بغرضِ سیاحت کہیں اور بھیج دیتے ہیں۔ پھر سرِ اقدس کو جنبش دینے کے ساتھ، لبِ مبارک سے "جی، جی" کی صدائیں بلند کرتے ہیں۔ جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ مکمل بیداری کے ساتھ، قلوب و اَذہان کو حاضر رکھ کر اسباق سن رہے ہیں۔ پورا سال، یا سال کے اکثر حصے اِسی طرح گزار دیتے ہیں۔ ایسے طلبہ اپنا مستقبل تاریک کرنے کے ساتھ ساتھ، اُس وقت کفِ افسوس ملتے ہیں جب امتحانی زمانہ قریب تر ہو جاتا ہے۔ جب ناکامی و نامرادی کے سوا کچھ نظر نہیں آتا تو خود کے ساتھ طرح طرح کے عہد و پیمان کرتے ہیں۔ جن میں نمایاں عہد یہ ہوتے ہیں کہ اب آئندہ ابتدا ہی سے مکمل بیداری کے ساتھ اپنا تعلیمی سلسلہ جاری رکھیں گے۔ ہر دن درس گاہ میں حاضر ہوں گے۔ بغور اَسباق سنیں گے۔ اُنھیں سمجھیں گے۔ پھر یاد کریں گے۔ عمل بھی کریں گے۔ اور اُنھیں عام بھی کریں گے۔

میرے عزیز! کامیاب طلبہ کی صفات یہی ہوتی ہیں۔ اللہ کریم آپ کو اِیفاے عہد کی توفیق عطا فرمائے اور اِن صفات کا حامل بنائے۔ حضرت عبد اللہ بن مبارک -رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ- کامیاب طلبہ کی نمایاں صفات کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"أول العلم النية، ثم الاستماع، ثم الفهم، ثم الحفظ، ثم العمل، ثم النشر."

[جامع بیان العلم وفضلہ، باب: منازل العلماء، ص: ۱۶۲، رقم: ۵۳۰، ناشر: دار الکتب العلمیۃ]

اِن اشارات کی قدرے وضاحت پیش ہے۔ ملاحظہ فرمائیں:

◆ أول العلم النية:

حصول علم کا پہلا درجہ یہ ہے کہ طالب علم کی نیت خالص اللہ و رسول کی رضا کے لیے ہو۔ حضرت ابو ہریرہ -رضی اللہ تعالیٰ عنہ- روایت کرتے ہیں کہ اللہ کے رسول -صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم- نے ارشاد فرمایا:

"جس شخص نے ایسا علم سیکھا جس سے اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کی جاتی ہے، اور اُس نے اُس علم کو اِس لیے سیکھا تاکہ اُس کے ذریعہ دنیا کمائے تو ایسا شخص قیامت کے دن جنت کی خوشبو نہیں پائے گا۔"

[سنن أبي داود، باب في طلب العلم لغير الله تعالیٰ، حدیث: ۳۶۶۶]

حضرت ابو ہریرہ -رضی اللہ تعالیٰ عنہ- روایت کرتے ہیں کہ اللہ کے رسول -صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم- نے ارشاد فرمایا:

"جو اچھی باتیں اِس لیے سیکھے تاکہ اُس کے ذریعہ لوگوں کا دل جیتے تو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اُس کا کوئی فرض و نفل قبول نہیں فرمائے گا۔"

[ترغیب و ترھیب، ج: ۱، ص: ۱۰۹، ناشر: مکتبۃ المعارف للنشر والتوزیع، ریاض]

◆ ثم الاستماع:

دوسرا درجہ یہ ہے کہ درس گاہ میں اسباق کو غور سے سنا جائے۔ بغور نہ سننے کا نتیجہ صفر ہو گا۔ ابن عبد البر، اَسلاف سے روایت کرتے ہیں کہ:

"جو حُسنِ فہم کا مالک ہو، لیکن بغور سننے کا عادی نہ ہو تو اُس کی حُسنِ فہم کی خوبی، بغور نہ سننے کی خرابی کے ساتھ باقی نہیں رہے گی۔"

[إتحاف السادة المتقین إلخ، جزء: ۱، ص: ۱۸۲، ناشر: دار الکتب العلمیۃ]

◆ ثم الفهم:

تیسرا درجہ یہ ہے کہ اُسے سمجھا جائے۔ یہ اُسی وقت ممکن ہو گا جب بغور سنا جائے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

"بے شک اِس میں نصیحت ہے اُس کے لیے جو دِل رکھتا ہو، یا کان لگائے اور وہ متوجہ ہو۔"

[سورۃ ق: ۵۰، الآیۃ: ۳۷]

اِس آیت کے تحت "تفسیر صراط الجنان" میں ہے:

"اِس سے معلوم ہوا کہ وعظ و نصیحت اور عبرت سے وہی فائدہ اٹھا سکتا ہے جس کے پاس عبرت پکڑنے والا دل ہو، غور سے سننے والے کان ہوں، اور وہ دل سے حاضر رہ کر وعظ و نصیحت سنے۔ حضرت شبلی -رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ- فرماتے ہیں کہ قرآن کی نصیحتوں سے فیض حاصل کرنے کے لیے دل ایسے حاضر ہونا چاہیے کہ اُس میں پلک جھپکنے کی مقدار بھی غفلت نہ آئے۔"

◆ ثم الحفظ:

چوتھا درجہ یہ ہے کہ اُسے یاد کیا جائے۔ خلیل بن احمد کہتے ہیں:

"میں نے جو کچھ سنا؛ اُسے لکھ لیا۔ جسے لکھا؛ اُسے یاد کر لیا۔ جسے میں نے یاد کیا؛ اُسی سے مجھے فائدہ ملا۔"

[جامع بیان العلم وفضلہ، ص: ۲۰۸، ناشر: دار الکتب العلمیۃ]

◆ ثم العمل:

پانچواں درجہ یہ ہے کہ اُس پر عمل کیا جائے۔ امام شعبی فرماتے ہیں:

"ہمیں جب احادیثِ کریمہ یاد کرنا ہوتا تو ہم اُس پر عمل کرنا شروع کر دیتے۔"

[جامع بیان العلم وفضلہ، ص: ۲۵۹، ناشر: دار الکتب العلمیۃ] حضرت سفیان ثوری سے روایت ہے کہ: "علم، صاحبِ علم کو عمل کی دعوت دیتا ہے۔ اگر صاحبِ علم اُس کی دعوت قبول کر لے تو علم اُس کے دل میں اُتر جاتا ہے، ورنہ رخصت ہو جاتا ہے۔"

[إتحاف السادة المتقین إلخ، جزء: ۱، ص: ۵۷۷، ناشر: دار الکتب العلمیۃ]

◆ ثم النشر:

آخری درجہ یہ ہے کہ اُسے عام کیا جائے۔ حدیث پاک میں ہے، حضرت زید بن ثابت -رضی اللہ تعالیٰ عنہ- روایت کرتے ہیں کہ میں نے اللہ کے رسول -صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم- کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا:

"اللہ تعالیٰ اُس شخص کو تر و تازہ رکھے جس نے ہم سے کوئی بات سنی، اور اُسے یاد رکھا یہاں تک کہ اُسے دوسروں تک پہنچا دیا۔"

[سنن أبي داود، باب فضل نشر العلم، حدیث: ۳۶۶۲]

امام رازی فرماتے ہیں:

"علم کو عام کرنا ہی اُس کی زندگی ہے۔"

[شرف أصحاب الحدیث، ص: ۱۷]

ابن قاسم کہتے ہیں کہ ہم جب امام مالک کے پاس سے رخصت ہوتے تو آپ ہم سے فرماتے:

"اللہ سے ڈرو، اور اِس علم کو عام کرو، اِسے نہ چھپاؤ۔"

[جامع بیان العلم وفضلہ، ص: ۲۵۹، ناشر: دار الکتب العلمیۃ]

میرے عزیزو!

یہ ایسی نمایاں صفات ہیں کہ اگر آپ اِن سے آراستہ ہو جاتے ہیں تو دارین کی سعادتیں آپ کا نصیبہ بنیں گی۔ اللہ کریم آپ سب کو اِن صفات کا حامل بنائے۔ آمین یارب العالمین۔